يد الله على الجماعة (حديث) لا جماعة إلا بإمارة (اثر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

جلد 58 | شمارہ 16 | جمعۃ المبارک 25 اپریل تا یکم مئی 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

انفاق فی سبیل اللہ

انفاق لفظ نفق سے نکلا ہے جس کے معنی کسی چیز کا صرف ہونا یا خرچ ہو کر ختم ہو جانا ہیں اور فی سبیل اللہ کا مطلب اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اسلامی شریعت میں انفاق فی سبیل اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مالی وسائل کو رب العالمین کی رضا و خوشنودی کے حصول، دین اسلام کی سربلندی و اشاعت اور اسلامی معاشرہ کے کمزور و دکھی انسانیت کی مدد کے لیے استعمال کرنا ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) زکوۃ: زکوۃ ہر مسلمان پر فرض ہے جس کی سالانہ بچت یا سامان تجارت کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کے برابر ہو، اس پر لازم ہے کہ سال پورا ہونے پر اس سے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ اسلامی بیت المال میں جمع کروائے۔

(۲) صدقات و خیرات: اس میں کوئی نصاب ہے نہ شرح، اگرچہ صدقہ و خیرات اعلانیہ طور پر دینا بھی جائز ہے مگر چھپا کر دینے میں زیادہ اجر ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو قیامت کے روز سایۂ الٰہی کی بشارت دی ہے جو دائیں ہاتھ سے کسی محتاج، نادار، بے کس افراد کی مدد کرتا ہے مگر بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہونے دیتا۔ یعنی ان کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرتا۔

نوٹ: انفاق فی سبیل اللہ خالص لوجہ اللہ ہونا چاہیے کیونکہ نیت کا اخلاص ہی اصل روح عمل ہے۔

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

نزولِ عیسیٰ:

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ نازل ہونا ہے جو کہ قرب قیامت دمشق کی جامع مسجد کے مینار پر نازل ہوں گے۔ شریعت محمدیہ کی تبلیغ کریں گے، لوگ ان کی دعوت قبول کو قبول کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں گے، زمین پر عدل وانصاف، امن وامان کے قیام کے بعد اسلام کا بول بالا ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ ضرور نازل ہوں گے، وہ عادل حکمران ہوں گے، یقیناً وہ صلیب کو توڑیں اور خنزیر کو قتل کریں گے، وہ جزیہ کو ختم کریں گے، ان کے عہد میں جوان اور عمدہ اونٹنیوں کو چھوڑ دیا جائے گا اور کثرت مال کی وجہ سے انہیں کوئی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرے گا، باہمی بغض، کینہ، حسد یقیناً ختم ہو جائے گا، وہ لوگوں کو مال دینے کے لیے بلائیں گے مگر کثرت مال کی بنا پر اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ (مسلم کتاب الایمان باب بیان نزول عیسیٰ ج 1 جز 2 ص 57 رقم الحدیث: 155)

یاجوج ماجوج کا نکلنا:

دوسری علامتوں کی طرح یاجوج ماجوج کا نکلنا بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے

(الانبیاء: 96)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک یاجوج ماجوج ہر روز کھدائی کرتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ سورج کی شعاعیں دیکھنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کا نگران ان سے کہتا ہے: اب لوٹ جاؤ کل تم پھر اس کی کھدائی کرو گے تو (اگلے روز) اللہ تعالیٰ اُسے پہلی حالت میں لوٹا دیتا ہے (اس طرح بدستور وہ اس کی کھدائی کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ جب ان کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں پر مسلط کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو وہ کھدائی کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ سورج کی شعاعیں دیکھنے کے قریب ہوں گے تو ان کا نگران اُن سے کہے گا: اب لوٹ چلو، کل تم ان شاء اللہ پھر کھدائی کرو گے تو اگلے روز وہ دیوار کو اسی حالت میں دیکھیں گے جس حالت میں ایک دن قبل چھوڑ کر گئے تھے۔

اس طرح وہ سوراخ کر کے لوگوں پر مسلط ہو جائیں گے، وہ پانی کو خشک کر دیں گے، لوگ قلعہ بند ہو جائیں گے، پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے جو خون آلودہ ہو کر واپس لوٹیں گے، وہ کہیں گے کہ ہم اہل زمین پر بھی غالب آ گئے اور اہل آسمان پر بھی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی گدیوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا جو انہیں قتل کر دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس قدر فساد پھیلائیں گے کہ جانوروں کا گوشت کھائیں گے یہاں تک زمین کے جانور ان کے مرنے پر شکر کریں گے۔ (جامع الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الکہف جز 8 ص 539 رقم الحدیث: 3153 سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب طلوع الشمس من مغربہا ص 678 رقم الحدیث: 4080)

ظہور کا زمانہ:

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاجوج ماجوج کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہوگا۔ (مسلم کتاب الفتن ذکر الدجال ج 9 جز 18 ص 51 رقم الحدیث: 2937)

جانور کا نکلنا:

قرب قیامت زمین سے ایک جانور نکلے گا اور وہ لوگوں سے ہم کلام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَاۗبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ "اور جب ان پر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا تو ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا (درحقیقت) لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے" (پ: 19 سورۃ النمل: 82)

(جاری ہے)

ختم نبوت اور مرزائیت

عبداللہ امانت محمدی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے اور پوری امت اس پر متفق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے 1,24000 پیغمبر مبعوث فرمائے اور ہر نبی کا اپنا ایک مقام تھا لیکن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبی، رسول اور خاتم الانبیاء بنایا اور جو مقام آپ کو ملا وہ کسی کو بھی نہیں ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی نبی آئے وہ کسی خاص بستی، شہر یا ملک کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے لیکن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لئے رسول بنائے گئے۔ کچھ جھوٹوں نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہوتے دیکھ کر دنیا کی شہرت پانے کے لئے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے آخرت میں تو ذلیل و خوار ہوں گے ہی بلکہ اس دنیا میں بھی انہیں عبرت ناک سزا ملی۔ نبوت کے مدعی اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کے لئے جھوٹ اور شعبدہ بازی جیسے ہتھکنڈے استعمال کرتے اور لوگوں کے عقیدے خراب کرتے۔

قرآن و حدیث سے واضح ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبیوں کا سلسلہ ختم کرنے والے ہیں" (الاحزاب:۴۰)

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا: "آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا" (المائدہ:۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اُمت میں تیس جھوٹے شخص نبوت کا دعویٰ کریں گے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں" (ترمذی) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مقام پر فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ؓ ہوتا" (ترمذی)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی ؓ سے فرمایا: "تم میرے لئے ایسے ہو جیسے ہارون، موسیٰ ؑ کے لئے تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے" (مسلم)

ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی کو دعوت اسلام دی۔ بدوی نے ایک گوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھوڑتے ہوئے کہا: "جب تک یہ گوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتی میں ایمان نہیں لاؤں گا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ: "میں کون ہوں" گوہ نے جواب دیا: "**انت رسول رب العلمین و خاتم النبیین**: آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کے رسول اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں" (مستدرک حاکم) حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے مسیلمہ کذاب (جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا) کے خلاف لشکر کشی کو موخر کرنے کے مشورہ پر فرمایا: "اب وحی الٰہی منقطع ہو چکی ہے اور دین الٰہی تمام ہو چکا ہے کیا میری زندگی میں ہی اس کا نقصان شروع ہو جائے گا"
(تاریخ الخلفاء از سیوطی ص:۹۳) (صادق علی زاہد ۲۰۰۶ ص:۲۶)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا تو ہو سکتا ہے، لیکن نبی نہیں۔ جھوٹے نبی بہت زیادہ ہوئے۔ صاف بن صیاد ایک یہودی تھا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوا، بظاہر مسلمان تھا اس نے بچپن میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا۔
(محمد سیف الرحمن: ۲۰۱۰ ص:۵۴)

اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس کے پاس سدھایا ہوا ایک گدھا تھا اُس کو مخاطب ہو کر جو کہتا وہ کرنے لگ جاتا، اسے مسلمانوں نے قتل کر دیا۔ (محمد سیف الرحمن: ۲۰۱۰ ص:۵۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانے میں مرتد ہو کر طلیحہ بن خویلد اسدی نے دعویٰ نبوت کیا، جو کہتا تھا جبرئیل ہر وقت میرے ساتھ ہیں، موت کے ڈر سے طلیحہ اپنی بیوی کو لے کر شام بھاگ گیا۔ (محمد سیف الرحمٰن:۲۰۱۰ص:۵۶)

سو سال سے زیادہ عمر ہونے کے بعد مسیلمہ نے دعویٰ نبوت کیا۔ معجزہ دکھانے لگتا تو الٹا کام ہوتا (اگر کنوئیں میں برکت کے لئے آب دہن ڈالتا تو کنوئیں کا پانی نیچے چلا جاتا) حضرت وحشیؓ نے اسے قتل کیا۔ (محمد سیف الرحمٰن:۲۰۱۰ص:۵۸) سجاح بنت حارث ایک نہایت فصیحہ بلیغہ اور بلند حوصلہ عورت تھی جو مذہبا عیسائی تھی نے نبوت کا دعویٰ کیا، سجاح کی فوج اسلامی لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئی سجاح کی قوت ختم ہو گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں اس نے اسلام قبول کر لیا اور پرہیزگاری کی زندگی گزار کر فوت ہو گئی۔

(محمد سیف الرحمٰن:۲۰۱۰ص:۶۰)

حضرت ابوعبید بن مسعود ثقفیؓ جلیل القدر صحابہ میں سے تھے کے بیٹے مختار نے دعویٰ نبوت کیا، شروع میں خارجی مذہب رکھتا تھا اور حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد نبوت کا دعویٰ کر دیا، جو پیشگوئی کرتا اسے چوری سے آدمی بھیج کر پوری کروا لیتا۔ (محمد سیف الرحمٰن:۲۰۱۰ص:۶۱) اسحاق اخرس شمالی افریقہ میں پیدا ہوا اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ بہت ہوشیار چالاک اور ذہین لڑکا تھا، یہ قرآن پاک، تورات، انجیل، زبور، مختلف زبانیں اور شعبدہ بازی کی تعلیم میں مہارت حاصل کر کے اصفہان آیا، دس سال کی طویل مدت تک بالکل گونگا بن کر گزار دیے ایک رات قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگا لوگ حیران ہو گئے، کہنے لگا: "میرے پاس فرشتے آئے تھے مجھے حوض کوثر کا پانی پلا گئے ہیں" اور کہتے تھے کہ: "میں اللہ کا نبی ہوں" (محمد سیف الرحمٰن:۲۰۱۰ص:۶۳) عبداللہ بن میمون اہوازی اور حامیم محمد قرامطی بھی نبوت کے دعویدار تھے۔

(محمد سیف الرحمٰن:۲۰۱۰ص:۶۵تا۷۰)

برصغیر میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ جھوٹی نبوت کے مدعی بہت آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء میں ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا۔ اس کا تعلق ایک مغل خاندان سے تھا جو کہ ۱۵۳۰ء میں سمرقند سے ہجرت کر کے آئے اور پنجاب کے ضلع گورداسپور میں قیام پذیر ہو گئے۔ مرزا کے باپ مرزا غلام مرتضیٰ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں وفاداری کے بدلے نوازا گیا۔

مرزا نے ایک شیعہ استاد سے تعلیم حاصل کی، قادیانی لکھتا ہے: "میرے استاد ایک بزرگ شیعہ تھے" (روحانی خزائن، ج:۱۸ص:۲۲۳) قادیانی نے سب سے پہلے ۱۸۷۶ء میں یہ دعویٰ کیا کہ اس پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے۔ ۱۸۸۳ء میں اس نے وہ وحی چھپوائی اور اپنے آپ کو پیغمبر اور نبی ظاہر کیا۔ ۱۸۹۱ء میں اس نے مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ پندرہ روپے تنخواہ پر کام کرنے والے قادیانی نے کئی دعوے کئے مثلاً: "رحمۃ للعالمین، مسیح موعود، کرشن، برہمن اوتار، مہدی، نبی اور رسول، امین اللہ، مجدد، محدث، بروزی نبی، غیر تشریعی نبی، تشریعی نبی، حضرت محمد ﷺ سے افضل نبی اور تمام انبیاء سے افضل"۔ (صادق علی زاہد:۲۰۰۶ص:۲۷تا۲۸) جس پر ۱۸۷۶ء اور ۱۸۹۱ء کے درمیان جید علماء کی طرف سے اس پر کفر کے فتاویٰ کا آغاز ہو گیا۔ (بشیر احمد، تحریک احمدیت ص:۱) مرزا نے برطانیہ حکومت سے وفاداری کرتے ہوئے: "جہاد کو حرام قرار دیا" "مرزا قادیانی احمدیہ بلڈنگ برانڈرتھ روڈ لاہور میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل ساڑھے دس بجے صبح کو ہیضے سے لیٹرین میں مر گیا"۔ (ضمیمہ اخبار الحکم قادیان:۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

مرزا اللہ تعالیٰ کا نہیں بلکہ انگریزوں کا بنایا ہوا نبی تھا۔ انگریزوں کو علم تھا کہ: "جہاد مسلمانوں کی عظمت کا نشان ہے" کیوں نہ جہاد کا جذبہ ختم کیا جائے اور مسلمانوں کو مذہبی لڑائی میں الجھایا جائے۔ انہوں نے قادیانی کا چناؤ اس لیے کیا کیونکہ: "مرزا کا خاندان پہلے ہی انگریز وفاداری میں سند یافتہ تھا" اور قادیانی کچھ پڑھا لکھا بھی تھا، مرزا انگریزوں کی خواہشات پر پورا اترا، اس سے مسلمانوں کو جو نقصان ہوا وہ سب کے سامنے ہے مثلاً: "مسلمانوں کو اسلام کے نام پر کفریہ عقائد پر چلایا گیا اور آج کل قادیانی مسلمانوں کی مسجدوں میں موقع پا کر امامت شروع کر

دیتے ہیں اور آہستہ آہستہ عقیدہ خراب کرتے ہیں۔" مرزا قادیانی نے اپنی کتاب میں خود اعتراف کیا ہے کہ: "وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔" (روحانی خزائن ج: ۱۳ ص: ۳۵۰) یہی وجہ ہے مرزائیوں کی اکثریت اسرائیل میں ہے۔ مسلمانو! قادیانی تمہارے عیسائیوں اور یہودیوں سے بڑے دشمن ہیں۔

پیشین گوئی اور معجزہ دلائل نبوت میں سے ہے، مرزا کی جھوٹی پیش گوئیوں کا بھی شمار نہیں۔ محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کی پیش گوئی کرتے وقت قادیانی نے اپنے آپ کو ان الفاظ میں پکارا: "یاد رکھو اگر اس پیش گوئی کی دوسری جز (محمدی بیگم کا مرزا کے نکاح میں آنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا" (روحانی خزائن ج: ۱۱ ص: ۳۳۸) جو کہ مرزا کے جہنم واصل ہونے تک پوری نہیں ہوئی۔ مرزا اپنی عمر کے بارے میں الہام بیان کرتا ہے: "خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ ۸۰ برس، یا پانچ چار زیادہ، یا پانچ چار کم" (روحانی خزائن، ج: ۲۲ ص: ۱۰۰) جبکہ اس کی عمر ۶۹ برس ہوئی۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مناظرہ اور مباہلہ میں مرزا نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو بذریعہ اشتہار اعلان کر کے بددعا کی: "جھوٹا سچے کی زندگی میں طاعون یا ہیضہ سے مرجائے"۔ (مجموعہ اشتہارات، ج: ۳ ص: ۵۷۸) (صادق علی زاہد، ۲۰۰۲ ص: ۷۸ تا ۸۸) مولانا ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں ہی قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ سے مر گیا جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری ۱۹۴۸ء تک زندہ رہے۔

ایک پادری آتھم کے ساتھ مرزا ۱۵ دن تک مناظرہ کرتا رہا کامیاب نہ ہوا تو اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کیلئے قادیانی نے یہ الہام بنایا کہ: "آتھم پندرہ مہینوں میں مرجائے گا لیکن اتنی مدت میں وہ نہ مرا" جبکہ مرزا کہتا تھا: "کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے" (روحانی خزائن ج: ۱۵ ص: ۳۸۲) دوسری جگہ لکھتا ہے: "بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی امتحان نہیں ہوسکتا" (روحانی خزائن ج: ۵ ص: ۲۸۸) مرزا کی پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں، جبکہ کسی نبی کی کوئی بھی پیشگوئی غلط نہیں ہوتی۔

جھوٹ ہر مذہب میں حرام ہے اور تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ مرزا قادیانی ایک مقام پر لکھتا ہے: "لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اسکی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔" (روحانی خزائن ج: ۱۷ ص: ۴۰۳)

یہ خالص جھوٹ ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں مسیح موعود کے بارے میں کہیں ایسا مضمون نہیں ہے یہ چھ پیشگوئیاں جو مرزا قادیانی نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے منسوب کی ہیں قطعاً سفید جھوٹ ہے۔ ایک اور جگہ لکھتا ہے: "ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہوگئیں۔" (روحانی خزائن، ج: ۲۱ ص: ۳۵۹)

کتاب البریہ میں لکھتا ہے: "بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا اور یہ پیش گوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کے رو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے۔" (روحانی خزائن ج: ۱۳ ص: ۲۰۵ تا ۲۰۶، حاشیہ) (عبدالرحمٰن باوا، مرزا کے جھوٹ ص: ۵ تا ۶) ان عبارتوں اور ان جیسی دیگر عبارتوں میں مرزا نے دو صریح جھوٹ بولے ہیں۔

اول یہ کہ اہل کشف نے مسیح موعود کے چودھویں صدی کے شروع میں آنے کی خبر دی ہے حالانکہ کسی ایک بزرگ سے اس طرح کا کوئی قول منقول نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ احادیث صحیحہ سے مسیح موعود کے چودھویں صدی میں آنے کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کھلا جھوٹ ہے مرزائی قیامت تک بھی کوئی ایک صحیح حدیث پیش نہیں کرسکتے جس میں اس طرح کا مضمون ہو۔

جبکہ مرزا خود بھی جھوٹ کے بارے میں کہتا ہے: ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں'' (روحانی خزائن، ج: ۱۷، ص: ۵۶، حاشیہ) ایک اور مقام پر لکھتا ہے: ''جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے'' (روحانی خزائن، ج: ۲۲، ص: ۲۱۵) قادیانی نے اپنے آپ کو نبی ثابت کرنے کے لیے بے شمار جھوٹ بولے، مرزا نبی نہیں، کذاب تھا۔ گالی گلوچ اور تضاد بیانی، مرزا کی عادت تھی۔ قرآن وحدیث، گالی گلوچ کے اتنا خلاف ہے کہ: ''معبودان باطلہ اور شیطان کو بھی گالی دینے سے منع کیا گیا ہے'' جبکہ قادیانی نے گالیاں دیتے ہوئے کہا: ''لئیم، شیطان، احمق، پاگلوں کا نطفہ، خبیث، مفسد، منحوس، ذلیل''۔ (روحانی خزائن، ج: ۲۲، ص: ۴۴۵ تا ۴۴۶)

ایک اور مقام پر مرزا صاحب فرماتے ہیں: ''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں'' (روحانی خزائن، ج: ۹، ص: ۳۱) قادیانی نے خواتین کو بھی معاف نہیں کیا، کہتا تھا: ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں''۔ (روحانی خزائن، ج: ۱۴، ص: ۵۳) لعنت کرتے ہوئے مرزا نے یہ نہیں لکھا: ۱۰۰۰ لعنت بلکہ پانچ صفحے صرف لفظ لعنت سے بھر دیئے۔ (روحانی خزائن ج: ۸، ص: ۱۵۸ تا ۱۶۲) جبکہ مرزا کہتا تھا: ''لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں، مومن لعان نہیں ہوتا''۔ (روحانی خزائن، ج ۳، ص: ۴۵۶)

قادیانی اپنی ایک بات پر قائم بھی نہیں رہتا تھا۔ جیسا کہ: ''مسیح کی قبر شام میں ہے'' (روحانی خزائن، ج: ۸، ص: ۲۹۶ تا ۲۹۷) ایک اور جگہ لکھتا ہے: ''مسیح کی قبر سری نگر میں ہے'' (روحانی خزائن ج: ۱۵ ص: ۱۴) عمر کے بارے میں کہتا ہے: ''مسیح کی عمر ۱۲۰ سال تھی'' (روحانی خزائن، ج: ۱۵، ص: ۱۳) دوسرے مقام پر لکھتا ہے: ''مسیح کی عمر ۱۲۵ سال تھی'' (روحانی خزائن، ج: ۱۵، ص: ۵۵) تضاد بیانی کس کی نشانی ہے؟ مرزا نے لکھا: ''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے'' (روحانی خزائن، ج: ۲۱، ص: ۲۷۵)

کیا کوئی نبی گالیوں اور تضاد بیانیوں کا مرتکب ہوسکتا ہے؟:

عقیدہ ختم نبوت ایک ایسا عقیدہ ہے اگر کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں تو وہ اسلام سے خارج ہے۔ کتاب وسنت سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ: ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں'' اگر پھر بھی کوئی نبوت کا دعویٰ کرے وہ رحمٰن کا نہیں، شیطان کا نبی ہے۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت کذابوں نے نبوت کا دعویٰ کیا لیکن ذلیل وخوار ہو گئے، جن میں مرزا قادیانی بھی شامل ہے۔ جس نے انگریزوں کے اشارے پر نبوت کا دعویٰ کیا اور مسلمانوں میں فساد، فرقہ واریت، کفریہ عقائد، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت، صحابہ کرامؓ کی گستاخی اور لڑائی جھگڑے کا بیج بویا۔ جس نے بے شمار پیشگوئیاں کیں جن میں سے زیادہ تر الٹ ثابت ہوگئیں، اور اپنے آپ کو نبی ظاہر کرنے کے لئے لاتعداد جھوٹ بولے اور گالیوں کا سہارا لیا۔ مرزائیت ملک وقوم کے لئے ایک زہرناک تحریک سے کم نہیں۔

☆—☆—☆

بقیہ: اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ

جواب ملا تو کان امرا مقضیا یہ تو فیصلہ شدہ بات ہے (جو بہر صورت ہو کر رہے گی) اور کہتی ہے مجھے نہیں چاہیے، اللہ نے فرمایا: میں دے کر چھوڑوں گا، دنیا نے دیکھا کہ ہوا وہی جو اللہ نے چاہا۔ اس لئے کہ خالق اور حقیقی فرمانروا صرف وہی ہے، اس کا اعلان ہے: **وربك يخلق ما يشاء و يختار ما كان لهم الخيرة** تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اسی کا اختیار چلتا ہے، اوروں کا کوئی اختیار نہیں چلتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ شوریٰ میں اپنی وحدانیت وبادشاہت کا یوں تذکرہ فرمایا: **لله ملك السموت والارض يخلق ما يشاء يهب لمن يشاء اناثا و يهب لمن يشاء الذكور او يزوجهم ذكرانا و اناثا و يجعل من يشاء عقيما انه عليم قدير** اللہ ہی کی بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین میں، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے جسے چاہے بیٹے بھی دیتا ہے اور بیٹیاں بھی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کچھ بھی نہیں دیتا، بلاشبہ وہ علم رکھنے والا قدرت والا ہے۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت اور اس کے چار تقاضے

میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان

قسط نمبر 1

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کرام کی دعوت کا پہلا جز لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رہا ہے اور تمام انبیاء اپنے اپنے دور میں اسی کلمہ کو سمجھانے اور اس کے تقاضے پورے کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ اس کی فضیلت کا عالم یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں جلوہ نما تھے کہ ایک دیہاتی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجلس میں موجود صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا ساتھی تمہیں توحید کی دعوت کیوں دیتا ہے؟ اس کا مقصد یہ ہے کہ عرب کا سب سے بڑا سردار اور فارس کا بادشاہ بن جاؤں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث اور واقعہ کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ کلمہ مبارکہ اپنی فضیلت اور عظمت کے اعتبار سے ہر چیز پر بھاری ہے اور اس کی برکات وفوائد کو شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کی برکت اور فضیلت سے وہی شخص سرفراز ہوگا جو کلمہ طیبہ کے تقاضے پورے کرے گا جسے اب ہم شرائط کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ ’’آپ فرما دیں اے اہل کتاب ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو آپ فرما دیں کہ گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہیں۔‘‘ (آل عمران: ۶۴)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةٌ بِدِيبَاجٍ أَوْ مَزْرُورَةٌ بِدِيبَاجٍ فَقَالَ إِنَّ صَاحِبَكُمْ هَذَا يُرِيدُ أَنْ يَرْفَعَ كُلَّ رَاعٍ ابْنِ رَاعٍ وَيَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ ابْنِ فَارِسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُغْضَبًا فَأَخَذَ بِمَجَامِعِ جُبَّتِهِ (ص:۲۱۱) فَاجْتَذَبَهُ وَقَالَ لَا أَرَى عَلَيْكَ ثِيَابَ مَنْ لَا يَعْقِلُ ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فَقَالَ إِنَّ نُوحًا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا ابْنَيْهِ فَقَالَ إِنِّي قَاصِرٌ عَلَيْكُمَا الْوَصِيَّةَ آمُرُكُمَا بِاثْنَتَيْنِ وَأَنْهَاكُمَا عَنِ اثْنَتَيْنِ أَنْهَاكُمَا عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ وَآمُرُكُمَا بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا فِيهِمَا لَوْ وُضِعَتْ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ وَوُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي الْكِفَّةِ الْأُخْرَى كَانَتْ أَرْجَحَ وَلَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا حَلْقَةً فَوُضِعَتْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ عَلَيْهِمَا لَفَصَمَتْهُمَا أَوْ لَقَصَمَتْهُمَا وَآمُرُكُمَا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فَإِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَيْءٍ وَبِهَا يُرْزَقُ كُلُّ شَيْءٍ ’’حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آیا جس نے ریشمی نقش و نگار والا جبہ پہنا ہوا تھا وہ کہنے لگا یہ تمہارا ساتھی چاہتا ہے کہ ہر چرواہے سے بڑا اور فارس کا بادشاہ بن جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کے عالم میں اٹھے اور اس کے جبے کی آستینوں کو کھینچ کر فرمایا: جو لباس تو نے پہنا ہوا ہے یہ دانا لوگوں کا لباس نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت نوح علیہ السلام کا آخری وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا میں تمہیں وصیت کرتے ہوئے دو باتوں کا حکم

دیتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں۔ تمہیں شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا حکم دیتا ہوں اگر آسمانوں و زمین اور جو ان میں موجود ہے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رکھ دیا جائے تو یہ پلڑا بھاری ہوگا اگر زمین و آسمانوں کو ایک چٹان بنا کر اس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رکھ دیا جائے تو اس کو توڑ کر رکھ دے گا میں تمہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کا حکم دیتا ہوں یہ ہر جاندار کی تسبیح ہے اور اسی سے ہر جاندار کو رزق دیا جاتا ہے۔" (رواہ: مسند عبداللہ بن عمرو)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ مُوسَى عليه السلام يَا رَبِّ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَذْكُرُكَ بِهِ وَأَدْعُوكَ بِهِ قَالَ يَا مُوسَى، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ مُوسَى يَا رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ يَقُولُ هٰذَا قَالَ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ إِنَّمَا أُرِيدُ شَيْئًا تَخُصُّنِي بِهِ قَالَ يَا مُوسَى لَوْ أَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِي، وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ فِي كِفَّةٍ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي كِفَّةٍ مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ»

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس سے میں تجھے یاد کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ الا اِلٰہ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا کرو، موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ! یہ کلمہ تیرے سارے بندے پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ الا اِلٰہ اِلَّا اللّٰهُ پڑھو موسیٰ علیہ السلام نے لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا اور عرض کی کہ میں تو خاص وظیفہ چاہتا ہوں فرمایا موسیٰ اگر زمین و آسمان اور ان کے رہنے والے ایک پلڑے میں اور لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰهُ والا پلڑا بھاری ہوگا۔" (مستدرک حاکم: کتاب الذکر والدعاء)

کلمہ طیبہ کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ اس کے الفاظ پر غور کیا جائے اور اسے سمجھ کر پڑھا جائے اگر اسے پڑھنے والا سمجھ کر نہیں پڑھتا تو وہ اس کے تقاضے پورے نہیں کر سکتا اس لیے قرآن مجید کا فرمان ہے کہ کلمہ کو سمجھ کر پڑھا جائے۔ اس کی تفہیم میں پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کے سوا ہر باطل معبود کی نفی کی جائے اور صرف ایک رب پر ایمان رکھتے ہوئے اسی کی عبادت کی جائے جس شخص نے رسما کلمہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ دوسروں کو شریک بنایا اور ان کی عبادت کرتا رہا اسے کلمہ پڑھنے کا دنیا میں کچھ نہ کچھ فائدہ ہوگا مگر مرنے کے بعد اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جب ایسے شخص کو قبر میں دفنایا جاتا ہے اور اس سے منکر نکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ اور تو کس نبی کو ماننے والا تھا اور تو نے کس دین پر زندگی بسر کی؟ رسما اور نسلاً کلمہ طیبہ پڑھنے والا ان سوالوں کا جواب نہیں دے پائے گا۔ وہ ان سوالات کے جواب میں صرف یہ کہہ سکے گا کہ ہائے افسوس میں تو رسما اور نسلاً کلمہ پڑھا کرتا تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرا رب کون ہے اور نہ ہی میں کسی رسول کو جانتا ہوں اس لیے مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ میرا دین کیا تھا۔ کلمہ کو سمجھ کر پڑھنے کا یہ بھی معنی ہے کہ آدمی صرف اللہ کی رضا کے لیے کلمہ پڑھے اس سوچ اور فکر کو قرآن مجید نے اخلاص کے لفظ کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ

"پس اے لوگو! صرف ایک اللہ ہی کو پکارو، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے بے شک یہ کام کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔" (المؤمن: ۱۴)

قُلْ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ "فرما دیں کیا میں اللہ کے سوا جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے کسی اور کو اپنا مددگار بناؤں؟ حالانکہ وہ کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا۔ کہہ بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جو فرماں بردار بنا اور آپ شرک بنانے والوں سے ہرگز نہ ہوں۔" (الانعام: ۱۴)

فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ "پس اے

نبی اچھی طرح جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنی خطاؤں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی معافی طلب کرو۔ اللہ تمہارے چلنے پھرنے کو جانتا ہے اور تمہارے ٹھکانے کو بھی جانتا ہے۔" (محمد:19)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ قَالَ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَيَقُولَانِ وَمَا يُدْرِيكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ "حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میت کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور وہ پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ موحد آدمی جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے، ملائکہ پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کونسا ہے؟ مومن جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ جو شخص تم میں مبعوث کیا گیا وہ کون تھا۔ مرنے والا جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، وہ پوچھتے ہیں کہ تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔" (رواہ احمد: باب مسند براء بن عازب)

اخلاص اور سمجھ کر کلمہ پڑھنے کے بعد کلمہ کا دوسرا تقاضا ہے کہ کلمہ پڑھنے والا اس کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہے یہاں تک اگر اسے اس راستے میں موت دکھائی دے تو وہ خندہ پیشانی کے ساتھ موت کا استقبال کرے مگر کلمہ طیبہ سے انحراف نہ کرے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے حضرت ابودرداء اور معاذ کو فرمایا تھا: اس کلمہ کے لیے مرنا اور جلنا قبول کر لینا مگر اس سے انحراف نہ کرنا جس نے اس عزم کے ساتھ کلمہ پڑھا اور آخری دم تک اس پر قائم رہا اس کی موت کے وقت اس کے گھر والے اس کی آنکھیں بند کر رہے ہوتے ہیں اور وہ بند آنکھوں کے ساتھ جنت کا نظارہ کر رہا ہوتا ہے قرآن مجید نے اس بات کی یوں نشاندہی فرمائی ہے۔

عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا "حضرت معاذ فرماتے ہیں: میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر سوار تھا میرے اور آپ کے درمیان صرف کاٹھی کی ایک لکڑی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر کیا حق ہے اور بندوں کے اللہ تعالیٰ پر کیا حقوق ہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں ارشاد ہوا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے جب تک وہ شرک نہیں کرتے وہ انہیں عذاب سے دوچار نہ فرمائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ مسرت کا پیغام میں لوگوں تک نہ پہنچاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں اس طرح لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں گے"

(صحیح البخاری: باب اسم الفرس والحمار)

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ "حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا اگرچہ تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں اور تجھے آگ میں جلا دیا جائے۔ فرض نماز کو جان بوجھ کر نہیں چھوڑنا جس نے اس کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا وہ مجھ سے بری الذمہ ہو گیا اور شراب نہیں پینی اس لیے کہ یہ ہر برائی کی چابی ہے۔" [رواہ ابن ماجۃ: باب الصبر علی البلاء]

(جاری ہے)

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ

محمد احسان الحق شاہ

حلال وحرام کا اختیار اللہ کے پاس ہے وہ جس چیز کو چاہے حلال کرے اور جس چیز کو چاہے حرام کردے۔ بعض چیزیں دائمی طور پر حلال یا حرام اور کچھ چیزیں بعض صورتوں میں حکماً حلال یا حرام ہوتی ہیں۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اللہ نے ہمیشہ کے لئے ہم پر حرام کردی ہیں۔ رشتے ناطے ہوں یا اشیائے صرف یا کھانے پینے کی چیزیں ہر جگہ یہی اصول کارفرما ہے۔ بعض ایسے رشتے ہیں جو ابدی حرام ہیں، کسی صورت میں ان سے نکاح نہیں ہوسکتا، جیسے ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی وغیرہ۔

اسی طرح بعض رشتے کسی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں، مثلاً ایک عورت سے زید نے نکاح کرلیا تو وہ عورت زید کے باپ (اپنے سسر) اور زید کی دیگر بیویوں کے بطن سے ہونے والی نرینہ اولاد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔ اسی طرح اگر زید کسی عورت سے شادی کرلے تو اس کی ماں اور بیٹی (اگر پہلے شوہر سے ہو) تو وہ زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کسی عورت سے ایک شخص نکاح کر لیتا ہے تو جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہتی ہے اس کی بہن، بھانجی یا بھتیجی وغیرہ سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا (لیکن پردے کا حکم ہوگا) اگر کوئی شخص کسی غیر محرم عورت سے نکاح کر لے وہ اس پر حلال ہو جاتی ہے اور طلاق دے دے تو حرام اور اگر دوران عدت رجوع کرلے تو پھر حلال ہو جاتی ہے۔

غیر مسلم جوڑے میں سے اگر عورت مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے اس کافر شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، لیکن اگر اس کے کسی اور مسلمان سے نکاح کر لینے سے پہلے اس کا وہ کافر شوہر مسلمان ہو جائے تو وہ اس پر حلال ہو جائے گی۔ اسی طرح جب تک کوئی عورت کسی کے نکاح میں ہوتی ہے اس سے کوئی دوسرا شخص نکاح نہیں کر سکتا بلکہ طلاق اور بیوگی کی بعض صورتوں میں عدت بھی لازمی ہے اور دوران عدت اس سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ تلك **حدود الله** (تفصیل کے لئے سورہ النساء، چوتھے پارے کا آخری اور پانچویں پارے کا پہلا رکوع ملاحظہ فرمائیں)۔

کھانے پینے کی اشیاء میں جانوروں کو لیجئے: خنزیر، کتا، بلی، ہر کچلی والا جانور، پنجے کے ساتھ شکار کرنے یا کھانے والا جانور اور پرندہ حرام ہے۔ اللہ کے حکم پر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام جانوروں کی بعض علامات اور نشانیاں بیان فرما کر وضاحت کردی ہے۔ اسی طرح اللہ نے یہ بھی وضاحت فرمادی کہ میں جب چاہوں حلال کردہ چیزوں کو حرام کردوں اور جب چاہوں حرام کو حلال قرار دے دوں۔

گائے حلال جانور ہے، لیکن کوئی کسی کی گائے چوری کرلے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی۔ اس کو فروخت کرے گا تو اس کی قیمت اس پر حرام ہوگی، اس کا دودھ پیئے گا تو حرام ہوگا۔ اسی طرح کوئی گائے دم گھٹنے سے مر جائے تو اس کا گوشت کھانا حرام ہوگا۔ اگر ذبح بھی کرلی جائے لیکن ذبح کرنے والا تکبیر نہ پڑھے تب بھی حرام ہو جائے گی، اگر اللہ کے سوا کسی اور کے لئے نامزد کی گئی ہو تو تکبیر پڑھنے کے باوجود بھی حرام ہوگی۔ لیکن یہ بھی اللہ کی مرضی ہے کہ جس جانور کو چاہے ذبح اور تکبیر پڑھے بغیر حلال قرار دے دے۔ جیسے مچھلی اور ٹڈی دل۔

اناج کو ذبح نہیں کیا جاتا، کیا کبھی کسی نے چاولوں کو ذبح کیا ہے، پھل ذبح کرکے نہیں کھائے جاتے، یہ ہر صورت میں پاک اور حلال ہیں لیکن ان میں سے کوئی چوری کا ایک لقمہ بھی کھالے تو چالیس روز تک اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ جس طرح جانوروں میں سے اللہ نے بعض کو حلال اور بعض کو حرام کردیا ہے، نباتات میں بھی "بعض کو ان کی بعض خصوصیات کی بنا پر حرام کردیا گیا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: **کل مسکر حرام**" ہر نشہ آور چیز حرام ہے" اسی بنا پر علمائے امت نے تمبا کو اور پوست وغیرہ پر حرمت کا فتویٰ لگایا ہے کیونکہ ان میں خمار کی خاصیت پائی جاتی ہے۔

ہم اللہ کی حلال کردہ بے شمار چیزیں عام دنوں میں کھاتے پیتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں ہیں، لیکن ماہ رمضان میں وہی چیزیں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک مسلمان پر حرام ہو جاتی ہیں، اللہ کی مرضی

ہے کہ جس کو چاہے ماہ رمضان میں بھی دن کے وقت کھانے پینے کی اجازت دے جیسے مریض، مسافر، حاملہ، حائضہ وغیرہ، حلال جانوروں کا شکار جائز ہے لیکن **وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرماً** کے تحت فریضہ حج کے مسافروں پر خشکی کے جانوروں کا شکار حرام ہے۔

ساری زمین اللہ کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِداً وَطَهُوراً** میرے لئے (ساری) زمین برائے نماز پاکیزہ بنادی گئی ہے۔ یعنی زمین پر ہر جگہ نماز جائز ہے لیکن ساتھ ہی اونٹوں کا باڑا، بیت الخلاء اور قبرستان، چوراہا وغیرہ میں نماز پڑھنے سے ممانعت بھی کر دی۔ یعنی اجازت بھی اللہ کی طرف سے اور ممانعت بھی اللہ کی طرف سے، لیکن نماز جنازہ قبرستان میں ادا فرما کر عملاً یہ ثابت فرما گئے کہ نماز جنازہ قبرستان میں ادا کی جاسکتی ہے۔

(واضح رہے کہ حرام جانوروں مثلاً خنزیر اور شیر، چیتا، بھیڑیا، کتا وغیرہ درندوں کی کھال پر نماز پڑھنا بھی جائز نہیں تفصیل کے لئے کتب حدیث دیکھئے)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون** (الاعراف) جب قرآن پڑھا جائے تو تم خاموشی کے ساتھ کان لگا کر سنا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے لیکن جب نماز فرض ہوئی تو جہری نمازوں میں (جب امام بآواز بلند قرأت کرتا ہے) خلف الامام فاتحہ کو اس حکم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت مستثنیٰ ہی قرار نہیں دیا بلکہ اس کی قرأت یہاں تک قائم اور فرض رکھی کہ جو بھی یہ نہیں پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔ (بخاری، مسلم، ابوداود، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

یاد رکھئے حکم اللہ ہی کا چلتا ہے، اس نے یہ اختیار نبی کو بھی نہیں دیا کہ وہ ازخود کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے دے۔ بتایئے کیا جنت میں کوئی حرام چیز ہے؟ لیکن ایک درخت ایسا ہے جو حضرت آدم پر حرام کر دیا گیا تھا اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جب اللہ کے نبی حضرت آدمؑ نے اس درخت کا پھل کھایا تو کیا ہوا تھا؟ قرآن کہتا ہے: **فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا** "جب انہوں نے اس کا پھل کھایا تو اس کا لباس اتر گیا" (الاعراف) اللہ نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا، ان کا لباس چھین لیا، وہ ننگے ہو گئے، یہ بات قرآن میں نازل کر کے قیامت تک کے لوگوں کو بتادینا مقصود تھا کہ جو اللہ کی ممنوعات (حرام کردہ چیزوں) کا خیال نہیں کرے گا، ننگا ہوگا، بے عزت ہوگا، سزا کا مستوجب ہوگا۔

جس طرح اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر لینا کسی کے اختیار میں نہیں اسی طرح اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دینے کا بھی کسی کو اختیار نہیں ہے۔ ایک مرتبہ اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرضی سے شہد کو اپنے اوپر حرام کرتے ہوئے زندگی بھر شہد نہ کھانے کی قسم کھائی تو اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات نازل فرما کر اپنے نبی کو ایسا کرنے سے منع فرمایا: **یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک** "اے نبی اللہ کی حلال کردہ چیز کو تو کیسے حرام کر سکتا ہے؟ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم توڑ دی، قسم کا کفارہ ادا کیا اور شہد کھایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں۔ ایک بیوی کا نام حاجرہ اور دوسری کا سارہ تھا، دونوں بانجھ تھیں، وہ کئی سال تک اولاد کے لئے ترستے رہے، دعائیں کرتے رہے لیکن اللہ نے اولاد نہ دی، جب وہ لوگ عمر کے اس حصے میں پہنچ گئے کہ جس میں اولاد ہونے کی امیدیں ہی ختم ہوجایا کرتی ہیں تب اللہ نے اولاد دینے کی خوشخبریاں بھیجنی شروع کر دیں، چنانچہ 80 سال کی عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور 96 سال کی عمر میں حضرت اسحٰق پیدا ہوئے اور جب اسحٰق کی خوشخبری دی تو فرمایا: **فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ** ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دیتے ہوئے اسحاق کے بعد یعقوب کی بھی بشارت سنادی تھی۔

نرینہ اولاد کی خواہش کسے نہیں ہوتی، مگر حضرت شعیب اور حضرت لوط علیہم السلام اولاد نرینہ سے محروم رہے۔ دوسری طرف بی بی مریم علیہا السلام کو دیکھئے، اللہ کہتا ہے میں تجھے ایک بیٹا دینے والا ہوں، وہ کہتی ہے میں کنواری ہوں میری تو شادی ہی نہیں ہوئی (گویا مجھے اس حال میں ہرگز بیٹا نہیں چاہئے) (بقیہ ص:13)

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُودَ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ قَالَ: مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ، رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ)) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس یہودی آئے اور انھوں نے آپ کو اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ "تم پر موت آئے" کہا تو حضرت عائشہؓ نے جواباً کہا کہ تم پر بھی موت آئے، اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہو۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ سننے کے بعد فرمایا تو ایسے الفاظ ترک اور تجھے نرمی اختیار کرنی چاہیے، سختی اور بدزبانی سے بچنا چاہیے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے ان کی بات نہیں سنی؟ آپ نے فرمایا: تم نے میرا جواب نہیں سنا میں نے ان کی بات انھی کی طرف لوٹا دی اور ان کے حق میں میری بددعا قبول ہو جائے گی لیکن میرے حق میں ان کی بددعا قبول نہیں ہوگی۔ (بخاری مع شرح الکرمانی کتاب الأدب باب لم یکن النبی فاحشا ج21 ص145 رقم الحدیث: 6030)

انسان کا حسن خلق سے متصف ہونا بھی انعام باری تعالیٰ میں سے ہے۔ حسن خلق کی وجہ سے انسان کئی فتنوں سے محفوظ اور اس سے تہی دامن اختیار کرنے والا بسا اوقات تباہی اور بربادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس وصف سے بدرجہ اتم متصف فرمایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کبھی زبان پر کوئی نازیبا کلمہ نہیں لاتے تھے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا روایت اس بات پر دلالت کر رہی ہے فرمان رسول کے مطابق مومن بدزبان اور بدکلام نہیں ہوتا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندے کو بدزبانی اور بدکلامی سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے بلکہ اگر کوئی انسان اس سے بدزبانی اور بدکلامی کر رہا ہو اور یہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے درگزر کرے تو اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے جواب دیتے ہیں جیسا کہ اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں اور ایسے موقع پر درگزر کرنا انسان کے وقار میں اضافہ اور امن کا باعث بنتا ہے۔

جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عیینہ بن حصین کے بھائی حر کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ عیینہ نے اپنے بھائی سے درخواست کی کہ میں بھی عمر فاروقؓ کی مجلس میں جانا چاہتا ہوں تو آپ میرے لیے ان سے اجازت طلب کریں۔ عمر فاروقؓ نے حر کی درخواست پر انھیں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ عیینہ جب امیر المومنین کے دربار میں حاضر ہوا تو وہ کہنے لگا اے عمرؓ آپ ہمیں عطیات نہیں دیتے اور نہ ہی آپ ہمارے درمیان عدل کرتے ہیں۔ یہ سنتے ہی عمر فاروقؓ کو غصہ آیا اسے مارنے کا ارادہ کیا تو حر نے کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو درگزر کرنے کا حکم دیا: خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ آپ ﷺ ان سے درگزر کریں انھیں نیکی کا حکم دیں اور جہلاء سے اعراض کریں۔ (پ: ۹)

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ

احوال وافکار وآثار

ترتیب: مولانا عبدالمنان جانباز ۔۔۔ مولانا ابو عمر عبدالعزیز سوہدروی تبصرہ نگار: عبدالرشید عراقی قسط نمبر 12 آخری

مولانا محمد علی جانباز:

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز جماعت اہلحدیث پاکستان کے جید عالم دین، مورخ، محقق، مصنف اور محدث وفقیہ تھے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے متعلقہ فنون پر ان کی نظر وسیع تھی۔ ان کے علم وفضل، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات پر پاکستان کے جید علماء کرام نے اعتراف کیا ہے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی بے نظیر تصنیف، سنن ابن ماجہ کی شرح "انجاز الحاجہ" (عربی) بارہ جلدوں میں مطبوع ہے۔ علاوہ ازیں ان کے دوسری تصانیف میں اہمیت نماز، صلوٰۃ نبوی، توہین رسالت کی شرعی سزا، احکام طلاق، احکام عدت، احکام نکاح، احکام دعا وتوسل، احکام قسم ونذر بڑی اہمیت کی حامل کتابیں ہیں۔ مولانا محمد علی جانباز نے 13 دسمبر 2008 کو سیالکوٹ میں انتقال کیا۔

راقم الحروف سے مولانا رحمہ اللہ کی رفاقت کی عمر 30 سال سے تھی۔ مولانا رحمہ اللہ جہاں اپنے علم وفضل، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات کے لحاظ سے اعلیٰ وارفع تھے وہاں آپ بہت زیادہ مہمان نواز، ملنسار اور محبت کرنے والے عالم دین تھے۔ مولانا رحمہ اللہ سے راقم ماہ ڈیڑھ ماہ بعد ملاقات کے لیے سیالکوٹ حاضر ہوتا تھا۔ بڑی محبت سے ملتے، مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔ جب بھی ان کی کوئی نئی کتاب شائع ہوتی تو تحفۃً پیش کرتے۔ انجاز الحاجہ کی تمام جلدیں تحفۃً پیش کیں۔ عرصہ چار پانچ سال سے مولانا ابو عمر عبدالعزیز سوہدروی بھی مولانا رحمہ اللہ کی ملاقات کے لیے سیالکوٹ جاتے تھے۔ مولانا ان سے بھی بڑی محبت سے ملتے اور ان کی خدمت میں اپنی کتاب ہدیۃً پیش کرتے۔ انجاز الحاجہ کا مکمل سیٹ بھی ان کو ہدیۃً عنایت کیا۔

مولانا محمد علی جانباز کی دینی وعلمی خدمات پر ایک کتاب کی ضرورت:

مولانا محمد علی جانباز کی رحلت کے بعد مولانا ابو عمر حفظہ اللہ نے ایک دن راقم سے کہا کہ جہاں دوسرے علمائے کرام کی رحلت پر رسائل و جرائد کے خصوصی نمبر شائع ہوتے ہیں وہاں کسی اہلحدیث رسالہ میں مولانا جانباز پر خصوصی نمبر شائع ہونا چاہیے۔ راقم نے جواب میں مولانا ابو عمر کو بتایا کہ شاید کوئی رسالہ اس پر تیار نہ ہو کیونکہ اس میں مضامین کو جمع کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے اور مالی خرچ بھی ہوتا ہے۔ اس کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ جس طرح جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن نے مولانا محمد اسحاق بھٹی سے جامعہ کے بانی صوفی محمد عبداللہ رحمہ اللہ پر کتاب لکھوائی ہے۔ اس طرح مولانا جانباز کے صاحبزادے مولانا عبدالمنان جانباز اگر رضامند ہو جائیں تو ایک کتاب مولانا محمد علی جانباز کی حیات وخدمات پر مرتب ہو سکتی ہے اور مختلف علمائے کرام سے رابطہ کر کے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔

چنانچہ راقم الحروف مولانا ابو عمر کے ہمراہ ایک دن سیالکوٹ مولانا عبدالمنان جانباز کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے تفصیل سے گفتگو ہوئی۔ انھوں نے کہا آپ کی تجویز بہت عمدہ اور قابل تعریف ہے لیکن اس میں بڑی مشکلات ہیں اور سب سے بڑی مشکل علمائے کرام سے مضامین حاصل کرنا ہے۔ ہاں اگر آپ دونوں حضرات اس کام کا بیڑہ اٹھائیں تو پھر یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔

چنانچہ راقم آثم اور مولانا ابو عمر نے اس کام کی تکمیل کے سلسلہ میں مولانا عبدالمنان جانباز کو تعاون کا یقین دلایا اور ہم دونوں نے علمائے کرام سے رابطہ کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے مورخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ سے ملاقات کی اور ان کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ انھوں نے

اس سلسلے میں کچھ تجاویز دیں کہ اس خاکہ کی روشنی میں آپ کتاب مرتب کریں اور مولانا بھٹی حفظہ اللہ نے اپنے تعاون کا پورا یقین دلایا اور مضامین دینے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ مولانا بھٹی حفظہ اللہ نے دو مضامین لکھ کر ہمارے حوالے کیے۔(۱) ضلع فیروز پور کے (۲۶) علمائے کرام۔ کیونکہ مولانا محمد علی جانباز کا تعلق بھی ضلع فیروز پور سے تھا۔(۲) مولانا محمد علی جانباز اور تیسرا مضمون "حرف چند" کے عنوان سے لکھا۔ جس میں مولانا رحمہ اللہ کے علمی و دینی خدمات کو مختصراً بیان کیا ہے۔

چنانچہ مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی تجاویز کے مطابق علمائے کرام سے رابطہ کا آغاز کیا۔ لاہور میں کئی علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور ان سے مضامین کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی تو انھوں نے مضمون لکھنے کا وعدہ فرمایا۔ لاہور کے بعد راقم اور مولانا ابو عمر نے گوجرانوالہ، فیصل آباد، سیالکوٹ کے علماء سے رابطہ کر کے ان سے مضامین لکھنے کا وعدہ لیا اور بڑی کوشش و بسیار سے مضامین حاصل کیے۔ کئی دفعہ ٹیلی فون کے ذریعہ مولانا ابو عمر نے اسلام آباد، حضرو وغیرہ کا سفر کر کے علمائے کرام سے مضامین حاصل کیے۔ اسلام آباد، لاہور، گوجرانوالہ، وزیر آباد، سیالکوٹ کے علماء سے ملاقات کر کے ان سے مولانا جانباز رحمہ اللہ سے انٹرویوز لیے جس کی شہادت آپ کو پچھلے باب سے مل سکتی ہے۔

جب کافی مضامین پہنچ گئے اور مولانا عبدالمنان جانباز کو مہیا کیے گئے تو انھوں نے مضامین کمپوز کرانے شروع کر دیے۔ میاں محمد یوسف سجاد جو مولانا جانباز کے ساتھ تقریباً 20,25 سال تک رہے اُن سے راقم نے بڑی تگ و دو اور کوشش سے مضمون حاصل کیا۔ محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ، ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر، پروفیسر حافظ عبدالستار حامد، حکیم محمد شفیق الرحمان الٰہ آبادی، حافظ صلاح الدین یوسف، مولانا مبشر احمد ربانی، حافظ عبدالوہاب روپڑی لاہور، ابوبکر قدوسی وغیرہم سے مضامین کے حصول کے لیے جو سعی و کوشش کی اس کی شہادت مقالہ نگار حضرات ہی دے سکتے ہیں۔

پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے اپنے مضمون میں یہ تجویز پیش کی کہ: مولانا جانباز نے اپنی شرح انجاز الحاجہ میں جو علمی و تحقیقی مقدمہ تحریر فرمایا ہے اس کا اردو ترجمہ کروا کر کتاب میں شامل کیا جائے اور حافظ صاحب نے زبانی طور پر بھی مجھ سے اس بات کو دہرایا کہ مقدمہ کا اردو ترجمہ ضرور ہونا چاہیے۔ میں نے عرض کی کہ آپ اس کام کو انجام دیں تو انھوں نے معذوری ظاہر کی کہ میں بہت زیادہ مصروف رہتا ہوں اس لیے یہ کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ آپ کسی مدرس عالم دین سے رابطہ کریں وہ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔

اتفاق سے مشہور اہلحدیث عالم و مدرس مولانا حافظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ ایک تبلیغی پروگرام میں سوہدرہ تشریف لائے تو راقم مولانا ابو عمر کے ہمراہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے انجاز الحاجہ کے ترجمہ کے لیے گفتگو کی۔ پہلے تو انھوں نے پس و پیش کیا اور اپنی عدیم الفرصتی کا سہارا لیا لیکن ہمارے اصرار پر وہ ترجمہ کرنے پر رضامند ہو گئے۔ جیسا کہ مولانا گوندلوی حفظہ اللہ نے کتاب کے پیش لفظ میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

راقم الحروف نے مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر پانچ مضامین تیار کیے جن کی تفصیل یہ ہے:(۱) مولانا محمد علی جانباز اور ان کی شرح انجاز الحاجہ فی سنن ابن ماجہ (۲) اسلاف کی روایات کے آمین (۳) مولانا محمد علی جانباز میری نظر میں (۴) مقدمہ (۵) مولانا محمد علی جانباز کی خدمات حدیث:

مضمون نمبرا میں (مولانا محمد علی جانباز اور ان کی شرح انجاز الحاجہ) ماہنامہ محدث بنارس کے تین اشاعتوں میں شائع ہوا اور یہ مضمون چار ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے۔(۱) امام ابن ماجہ کے حالات زندگی (۲) سنن ابن ماجہ کا تعارف (۳) مولانا محمد علی جانباز کے حالات زندگی (۴) انجاز الحاجہ کا مختصر تعارف۔ لیکن مرتب اول نے اس مضمون کو 'مقدمہ' کا عنوان دے کر شائع کر دیا ہے اور اصل مقدمہ کو شائع نہیں کیا۔

مضمون نمبر۵ کو نظر ثانی کے عنوان سے کتاب میں شامل کیا ہے اور یہ مضمون میری سمجھ سے بالاتر ہے میں اس عنوان کو نہیں سمجھ سکا اور شاید آئندہ بھی نہ سمجھ سکوں کہ نظر ثانی کیا عنوان ہے؟ ٹائٹل خاکسار نے تیار کر کے دیا تھا اور اس کو بھی مرتب اول نے (جس ترتیب سے میں نے لکھے تھے) اس کو بدل دیا اور خاکسار کا نام بطور نظر ثانی ٹائٹل میں درج کیا اور

اندرون ٹائٹل پر پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد اور پروفیسر عبدالعظیم جانباز کے ناموں کا اضافہ کیا گیا ہے کہ تصنیف دونوں حضرات نے بھی نظر ثانی فرمائی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم تینوں میں سے کسی ایک نے بھی نظر ثانی نہیں کی۔مرتب اول کا یہ اقدام کسی بھی لحاظ سے قابل تحسین نہیں ہے۔

کتاب میں تین مضامین بہت طویل ہیں: پہلا مضمون مولانا عبدالحنان جانباز کا ہے جس کا عنوان ہے ''نقوش حیات'' جو صفحہ ۵۹ تا ۲۵۹ تک محیط ہے اور اس میں ۹۲ ذیلی عنوانات ہیں۔ مضمون قابل تعریف ہے مگر اس میں ربط نہیں رکھا گیا۔ دوسرا مضمون مولانا میاں پروفیسر محمد یوسف سجاد کا ہے یہ بھی خاصا طویل ہے۔ اس کا عنوان ہے ''شرف تلمذ سے اعزاز رفاقت تک'' اور یہ مضمون صفحہ ۲۶۱ تا ۳۵۵ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس مضمون میں (۱۰۲) ذیلی عنوانات ہیں، یہ مضمون بھی قابل تعریف ہے لیکن اس میں الفاظی زیادہ ہے۔

تیسرا مضمون مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کا تحریر کردہ ہے۔ اس کا عنوان ہے ''شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ اپنی تصانیف کے آئینہ میں'' اور اس مضمون میں سلفی صاحب نے مولانا جانباز کی (۳۴) تصانیف کا تعارف کرایا ہے۔ مضمون قابل تعریف و تحسین ہے، سلفی صاحب نے بڑے عمدہ انداز میں ہر کتاب کا تعارف کرایا ہے اور اپنے تعارف میں کتاب کا خلاصہ اور لب لباب پیش کیا ہے۔

سلفی صاحب سے جب راقم الحروف نے کتابوں کے سلسلہ میں بات چیت کی تو انھوں نے اپنی عدیم الفرصتی کا بہانہ بنا کر راقم سے معذرت کی لیکن جب راقم نے اصرار کیا تو فرمایا: عراقی صاحب آپ میرے دیرینہ دوست ہیں، آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں، میں آپ کے حکم سے انحراف نہیں کر سکتا، آپ مجھے کتابیں بھجوا دیں، میں ان شاء اللہ العزیز آپ کے حکم کی تعمیل میں تعارف و تبصرہ کرا دوں گا۔ چنانچہ راقم نے مولانا جانباز کی تمام کتابیں بذریعہ ڈاک سلفی صاحب کو بھجوا دیں اور انھوں نے ایک ماہ کے اندر تعارف لکھ کر مجھے بھیج دیا اور راقم نے مضمون مولانا عبدالحنان کو پہنچا دیا۔

علاوہ ازیں کتاب میں کچھ مضامین کا اضافہ ضروری تھا جن پر مرتبین نے دھیان نہیں دیا۔ اگر اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جائے تو اس میں درج ذیل ترامیم انتہائی ضروری ہیں۔

(۱) کتاب کے شروع میں عرض ناشر الگ ہونا چاہیے۔

(۲) کتاب میں مولانا جانباز کے اخلاف یعنی بیٹیوں اور بیٹوں کے علیحدہ علیحدہ مضامین مولانا کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مضامین کا ہونا ضروری تھا (جیسے مولانا عبدالغفار حسن پوری رحمہ اللہ کے بیٹوں، بیٹیوں، نواسوں، پوتوں اور نواسیوں نے لکھے ہیں)

(۳) مولانا جانباز کی گھریلو زندگی کے واقعات احاطہ تحریر میں لانے چاہییں تھے (۴) ایک ایک باب میں مولانا جانباز کے معاصرین کا تذکرہ کرنا چاہیے تھا۔ جس طرح مولانا کے اساتذہ کا ذکر کیا گیا ہے آپ کے تلامذہ کے حالات بھی لکھنا ضروری تھا (۵) مولانا عطاء الرحمن اشرف مولانا جانباز کے دیرینہ رفیق تھے۔ انکی رفاقت کی مدت نصف صدی کے قریب ہے ان کے حالات زندگی اور ان کی تدریسی خدمات کا ذکر بہت ضروری تھا، بلکہ یہ ایک الگ باب میں بیان ہونا انتہائی اہم تھا (۶) کتاب میں مضمون نگار حضرات کا تعارف مناسب الفاظ میں ہونا چاہیے تھا۔ اب جو مضمون نگار حضرات کا تعارف ایک دو الفاظ یا ایک سطر میں کرایا گیا ہے یہ بہت ہی غیر مناسب ہے (۷) مولانا جانباز کے فتاویٰ ایک مضمون تفصیل سے ہونا چاہیے تھا (۸) ایک الگ باب میں مولانا کی لائبریری اور ان میں جمع شدہ کتابوں کی فن کے لحاظ سے تعارف بہت ضروری تھا (۹) اکثر مضامین میں سوانحی خاکہ میں تکرار آ گیا ہے، یہ تکرار حذف کرنا ضروری تھا (۱۰) مولانا جانباز کی خوش طبعی کے واقعات پر ایک الگ باب ہونا چاہیے تھا (۱۱) راقم سے معذرت کے ساتھ: عراقی صاحب! آپ کا نام نظر ثانی میں نہیں آنا چاہیے تھا بلکہ مرتبین سے گزارش ہے کہ دوسرے ایڈیشن میں آپ کا نام حذف کر دیں۔

یہ کتاب ۹۱۲ صفحات پر محیط ہے، طباعت و کمپوزنگ بہت اعلیٰ اور عمدہ ہے۔ ٹائٹل پر مکتبہ قدوسیہ کا نام بطور ناشر درج ہے اور اندرونی ٹائٹل پر جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ کا نام درج ہے، قیمت درج نہیں ہے، کتاب لائق مطالعہ ہے اور اسے ہر لائبریری کی زینت بننا چاہیے۔

تحریک ختم نبوت میں مولانا محمد یوسفؒ کا کردار (1953ء)

مولانا عنایت اللہ امین

اس دور میں اوکاڑہ ضلع ساہیوال منٹگمری میں تھا اور ضلع کی قیادت مجلس عمل کے تحت مولانا معین الدین لکھوی (وفات 2011ء) نے کی، اس تحریک میں علماء دیوبند اور بریلوی مکتبہ فکر کے علاوہ معتقدین نے بھی پورے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ تحصیل اوکاڑہ اور دیپالپور سے جن لوگوں نے گرفتاریاں پیش کیں ان لوگوں میں مولانا معین الدین لکھوی سرفہرست ہیں جن کی ذہانت وفطانت اور تدبر سے تحریک پورے ضلع میں کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ بالآخر تحریک کے تیرھویں دن ان کو گرفتار کرکے منٹگمری جیل میں بند کردیا گیا۔ مولانا جیل میں نماز باجماعت کا اہتمام اور درس قرآن سے احباب گرامی کو مستفید کرتے رہے۔ اوکاڑہ سے مولانا کے ساتھ اہل حدیث افراد میں حضرت مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ (وفات 2014ء) نے راجووال کے قرب وجوار سے روحانی فیض حاصل کرنے والوں کے ساتھ ساتھ مولانا کی تبلیغی مساعی سے عوام الناس نے بھی بہت استفادہ کیا۔

مولانا سے علاقائی احباب بے حد متاثر ہیں اس تحریک میں راجووال اور قرب وجوار سے مولانا کے ساتھ جن احباب نے حصہ لیا اُن میں راجووال سے میر صدیق اشرفؒ (وفات 2009ء) اور نہایت صالح نمازی صوفی سلیمانؒ (وفات 1992ء) میاں محمد اسماعیل کمبوہ (وفات 1991ء) اور محمد عبدالرحمن اور حاجی محمد علی عرف لالا جو ابھی حیات ہیں انھوں نے مولانا مرحوم کے ساتھ شانہ بشانہ حصہ لیا اور تحریک کے اختتام تک جیل میں رہے۔ جبکہ بہت سے لوگ معافی ناموں پر دستخط کرکے جیل سے رہائی حاصل کرتے رہے۔ محمد علی صوفی آف کھڈیاں (وفات 1996ء) جو اس دور میں راجووال میں زیر تعلیم تھے۔ جماعت کے بزرگ عالم دین حافظ عبدالغفور جہلمیؒ (وفات 1986ء) یہ اصل رہائشی قصبہ فتح پور گوگیرہ ضلع اوکاڑہ کے ہیں۔ چونکہ ان کا تعلق بھی ضلع منٹگمری سے تھا۔ حجرہ شاہ مقیم کے قریب ایک گاؤں موضع سیر گڑھ ہے جو کسی وقت دینی علوم کا مرکز تھا۔ حافظ عبدالغفور جہلمیؒ وہاں مدرس بھی رہے ہیں اپنے قصبہ فتح پور سے اس تحریک میں شامل ہوئے۔ اسی سلسلہ کے ایک رکن قاری عبدالعزیز قلعہ دیوا سنگھ حویلی لکھا راجووال کے قریب موضع ڈابر ہے جو اب ضلع اوکاڑہ میں ہے۔ وہاں سے میاں ولی محمد اور صوفی عبدالرحمنؒ (وفات 2008ء) یہ اس وقت وہاں اقامت گزیں تھے بعد میں راجووال آگئے تھے۔ حاجی دوست محمد (وفات 1983ء) راقم الحروف کے پھوپھا تھے۔ منڈی احمد آباد سے مولوی رحمت اللہ زرگر نے اس تحریک میں شامل ہو کر ساہیوال میں گرفتاری پیش کی جیل میں محبوس احباب کو حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسفؒ بھی عقیدہ توحید و عقیدہ ختم نبوت سے تازہ دم کرتے رہے۔

ان احباب کا دورانیہ جیل مختلف ہے لیکن مولانا یوسفؒ چار ماہ جیل میں رہے اور کبھی گھبراہٹ و بے چینی کا شکار نہ ہوئے اور بتایا کرتے تھے کہ جیل میں جو ہمیں کھانا ملتا تھا وہ نہایت گھٹیا اور کم درجہ کا ہوتا تھا، بسا اوقات جانوروں کا چارہ پکا کر دیا جاتا لیکن ختم نبوت کے پروانوں نے کبھی مایوسی کا اظہار نہ کیا بلکہ یہ سب کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدہ ختم نبوت کی خاطر برداشت کیا اور جیل میں قید وبند کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی قربانیوں کو بالآخر شرف قبولیت سے نوازا۔ یہ تحریک 1953ء سے شروع ہو کر 1974ء میں تکمیل کو پہنچی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کے پرزور مطالبے پر مرزائیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ نیز بتایا کہ میں نے عرصہ جیل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی: اے اللہ مجھے بیت اللہ شریف میں اعتکاف کی سعادت نصیب فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت بخشا اور تیسرا حج 1974ء میں رمضان المبارک کا پورا اعتکاف بیت اللہ شریف میں ادا کیا۔

اسی طرح 1976ء تا 1977ء میں تحریک نظام مصطفیٰ چلی۔ اس میں بھی مولانا مرحوم نے بھرپور حصہ لیا اور رینالہ خورد سے گرفتاری پیش کی۔ ان کے ساتھ راجووال سے شریک سفر صف اول کے نمازی اور مشہور مؤذن جان محمد ولد عمر دین (وفات 2000ء) تھے۔

اللہ تعالیٰ ان پاک باز لوگوں کو محبت رسول میں برداشت کردہ تکالیف کا صلہ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

ترقی کے مادی اور روحانی آفاق اور عہد جدید کا بحران

پروفیسر رحمت علی، بقاپوری

مادی ترقی اخلاقی اور روحانی ترقی کے ہم آغوش ہو کر تہذیب و انسانیت کی حالت کو جنم دیتی ہے۔ تہذیب کی تعمیر کے لیے اسلامی نظریہ حیات، اخلاقی اور سماجی قدریں، سماجی روایات، سماجی ادارے، ذہانت و دانش کے لازوال خزانے، مادی اسباب و وسائل اور ٹیکنالوجی اساسی عوامل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ الہامی قیادت، اسلامی اقدار و روایات کے بغیر تہذیب کا شجر طیب جل کر برباد ہو جاتا ہے۔

دورِ جدید کا المیہ یہی ہے اس دور میں انسانیت نے مادی رفعت و عظمت کے میدان میں بے مثال کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس نے مادہ، انرجی، ہوا، پانی، فضا، سورج کی کرنوں، کائناتی لہروں اور خلائی اسرار کو مسخر کر لیا ہے مگر انسانی ارواح اور انسانی قلوب کے اندھیرے اسی تناسب سے بڑھے ہیں۔ اسی تہذیب کی عطا کردہ آسائشات نے انسان کو جنسی حیوان بنا دیا ہے، خاندان بکھر گئے ہیں، والدین اولڈ ہوم میں بھیج دیے گئے ہیں۔

ڈرائمہ وڑی اور رجوع الارض نے انسانیت کا جینا حرام کر دیا ہے۔ ایسے آلات ہلاکت ایجاد ہو چکے ہیں جو انسانی جانوں کے ساتھ ساتھ شاداب فصلوں، لہلاتے باغوں، چمن زاروں، پررونق بازاروں اور آباد بستیوں کو آنِ واحد میں ملیامیٹ کر دیتے ہیں۔ سیکس کے دیوتا نے انسانی روحوں کو اس طرح اپنی گرفت میں لیا ہے کہ اب ازدواجی تعلقات بھی دورِ جدید کا فیشن بن چکے ہیں۔

ایک طرف دولت و ثروت کے حیرت آفریں مظاہر ہیں اور دوسری طرف بھوک، ننگ، جہالت، بیماری، فساد، جنگ، معاشی ابتری، سماجی بدامنی اور اخلاقی بے راہ روی کی ظلمتیں چھائی ہوئی ہیں۔ انسانی خدمت، انسانی احترام اور انسانی تکریم کے الفاظ بس لغت حیات میں تو وجود رکھتے ہیں مگر عمل کی دنیا سے مٹ گئے ہیں۔ اب تو یہ صدائیں بلند ہو رہی ہیں کہ دورِ جدید دانش و حکمت کا عہدِ زریں ہے، اس عہد کو مذہب کی تعلیمات کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

الحاد پرستی کو ایک مذہب کا درجہ دے دیا گیا ہے، ذرائع ابلاغ فحاشی، بے حیائی، عریانی، عیاشی اور مادہ پرستی کو پوری تزئین و آرائش سے نمایاں کر رہے ہیں۔ جنت ارضی کی تعمیر کے نقشے تیار ہو رہے ہیں، تعلیم کو بس مادی ترقی کے لیے مختص کر دیا ہے، فکر آخرت کے تصورات علوم کے ایوان سے نکال دیے گئے ہیں۔ اسی جہان میں ہی جنت اور جہنم کے نقشے تشکیل پا رہے ہیں۔

افریقہ کی بدنصیب بستیاں اور ایشیا کے بعض غربت زدہ علاقے جہنمی نقشے ہیں۔ امریکہ، یورپ، مڈل ایسٹ، سکنڈے نیویا، آسٹریلیا، چین و جاپان کی ترقی یافتہ دنیائیں جنتی علاقے ہیں۔ ہر انسان سیکس، بیوی، فیشن گاڑی، کوٹھی، تفریحات، خوشبودار کھانوں اور زرق برق لباسوں کے حصول کی دوڑ میں شامل ہے، ورلڈ ہے تہذیب کو اخلاقیات اور اسلامی تعلیمات سے تہی داماں کرنے کا۔

عصرِ جدید کی دنیا قیامت کی گھڑی سے دوچار ہے۔ اس وقت انسانیت زندگی یا موت کے فیصلہ کن دوراہے پر کھڑی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ قومیں اور تہذیبیں مذہب و اخلاق سے تہی دست ہو کر تہذیبی موت سے دوچار ہو جاتی ہیں۔

عبادات کے مقاصدِ روحانیہ

نماز کو حضورِ قلب کے ساتھ ادا کریں تو نماز میں انسان کی روح سکون و سرور کے کیف آفریں احساسات سے ہم کنار ہوتی ہے اور وجدانی کیفیات سے معمور ہو کر تمام قسم کی آلودگیوں اور آلائشوں سے مصفا و پاک

ہوجاتی ہے۔ صلوۃ، زکوۃ، حج، روزہ، جہاد اور ذکر الٰہی انسان کی باطنی طہارت کا بہترین وسیلہ ہیں۔ صلوۃ انسان کے اندر عاجزی کے احساسات پیدا کرتی ہے۔ زکوۃ حب مال کے رجحانات کا استیصال کرتی ہے۔ روزہ ضبط نفس کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ حج کا عالمی اسلامی اجتماع امت اسلامیہ کے افراد کے قلوب و ارواح میں محبت، اخوت، ہمدردی، تعاون و ایثار، اپنائیت اور اتحاد و اتفاق کے احساسات پیدا کرتا ہے۔ ان تمام عبادات میں انسان کی روحانی اور سماجی زندگی کے دونوں شعبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے۔

زندگی کے میدان میں استقلال کا کردار

ہمیں حالات کی تلخیوں کے آگے ڈھ نہیں جانا چاہیے بلکہ جرأت، ہمت اور خود اعتمادی کے احساسات سے اپنی خودی کو مضبوط کر کے حالات کے بے رحم جھونکوں کے آگے ڈٹ جانا چاہیے۔ اس طرح ہم حالات کو اپنی موافقت میں ڈھال لیں گے لیکن اگر ہم حالات کی سرکش اور منہ زور طغیانیوں کے آگے سپر انداز ہو گئے تو پھر ہم کبھی بھی حالات کے سیل رواں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور یوں زندگی میں خاسر و نامراد ہو کر رہ جائیں گے۔ قرآن و حدیث یعنی اسلامی تعلیمات استقلال و استقامت اور ہمت و شجاعت پر ہی زور دیتی ہیں۔

اگر ہم انبیاء، صدیقین، شہداء، صلحاء، اتقیاء، زاہدین اور آئمہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو ہم پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ وہ مردان عزیمت تھے۔ شکست خوردگی اور افسردگی و ناامیدی کے احساسات ان کی ارواح مطلبیہ کو چھو بھی نہ سکتے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے **الجنۃ والمطمئنۃ** ہے۔ یہ لوگ حزن و ملال کی جہنمی کیفیات سے پاک فردوسی زندگی گزارتے ہیں۔

غفلت کے لمحات میں راہ صداقت سے انحراف

حیف ہے انسان کی حماقت اور غفلت پر جو موت کی نشست پر بیٹھ کر بھی فحش گیت سنتا ہے۔ مغنیہ کے غلیظ نغمے سنتا اور ذلیل فاحشہ کا رقص دیکھتا ہے۔ یہ احمق انسان اپنے انجام بد سے غافل ہے جبکہ اللہ کے جلیل القدر فرشتے ہر لمحے حضرت انسان کے افکار و خیالات، خواہشات، عزائم و میلانات، کلام و اقوال، افعال و اعمال کو قلمبند کر رہے ہیں۔ حق و باطل کا یہ ریکارڈ کردہ طومار قیامت کے روز اللہ کی عدالت میں کتاب عمل کی صورت میں پیش کر دیا جائے گا اور انسان اس ناقابل تغیر ریکارڈ کو جھٹلا بھی نہ سکے گا۔

ہوا کی لہریں، غیر مرئی کائناتی امواج، حرتی کے نقوش، پانی کے چھینٹے بھی انسان کے عمل نیک یا عمل بد کی گواہی دیں گے اور یہ گواہی بالکل درست حالات و واقعات کی صداقت پر مبنی مستند ترین گواہی ہوگی۔ انسانی اعمال کی صورتیں، نقشے اور تصویریں تک اللہ کے حضور پیش کر دی جائیں گی۔ اس وقت مجرمین، فاسقین، ظالمین اور مشرکین کیا کریں گے؟ آج عمل کی مہلت میسر ہے، توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے، فرشتہ اجل کی آمد سے پہلے اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگ لے ورنہ ہزاروں سال جہنم کے اذیت کدے کی قید شدید دائم تیرا مقدر ہوگی۔

خوشی کا راز

ہمیں خوش رہنا چاہیے اور دوسروں کو بھی خوش رکھنا چاہیے اپنے اعمال و کردار کی بدولت کسی کی دل آزاری ہرگز نہیں کرنی چاہیے، یہی ایمان کا تقاضا ہے اور اسی میں انسانی مسرت اور انسان کی کامیاب زندگی کا راز مضمر ہے۔ ہمیں گلہ شکوہ، غیبت، چغلی، الزام تراشی، بہتان بازی، حسد و بغض، کدورت و کینہ، حرص و لالچ، غرور و تکبر، غصہ و غضب، شہوت و لذت، اور پست کرداری سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ہمیں غصہ، شہوت اور تکبر کے طوفان انگیز محرکات عمل کو توازن آشنا کر کے مقام احسان پہ متمکن ہونا چاہیے۔ یہ نفسی اصول صبر بھی ہے اور استقامت بھی، ذہانت بھی ہے اور دانش بھی۔ ہمیں محبت، شفقت، الفت، حیاداری، تواضع و انکساری، خوش خلقی، خوش مزاجی، شیریں کلامی، خدا ترسی، رحمدلی، ہمدردی، خدمت و احسان، ایثار و تقویٰ اور خیر و فلاح کے تعمیری رویے اپنانے چاہئیں۔ اس طرح ہماری روح باطنی کثافتوں سے صاف ہو کر انوار اسلام سے مزین ہو جائے گی اور یوں الجنۃ کے مقام پر فائز ہو کر **المطمئنۃ** کے جہان نور و سرور میں داخل ہو جائے گی۔

عظمت قرآن کانفرنس

بھائی پھیرو شہر جو کہ ضلع قصور میں واقع ہے کے نزدیکی گاؤں خانکے موڑ میں ایک دینی ادارہ ''جامع مسجد اللہ اکبر اہلحدیث و مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات'' کے نام سے قائم ہے جس میں بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام ہے۔ یہاں بچوں بچیوں کو ناظرہ قرآن، حفظ القرآن، حدیث کی کتب پڑھائی جاتی ہیں اور سال کے آخر میں حفظ القرآن اور کتب حدیث کی تکمیل کے موقع پر عظمت قرآن کانفرنس منعقد کی جاتی ہے جس میں بچوں اور بچیوں کو انعامات سے نواز کر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ امسال بھی یہ کانفرنس جماعت اہلحدیث کے زیر اہتمام اپنی سابقہ روایات کے مطابق بڑے تزک و احتشام سے 12 اپریل بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء زیر صدارت قاری عبدالوحید عابد منعقد ہوئی ہے۔ جس میں فرداً فرداً احباب جماعت کو دعوت شرکت دی گئی جسے انھوں نے قبول کیا اور بھرپور شرکت کی حتیٰ مسجد باوجود وسعت کے تنگ دامنی کا اظہار کرنے لگی۔

کانفرنس کا آغاز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام حمید سے کیا گیا جس کی سعادت محمد ریاست ڈوگر اور قاری صبغت اللہ احسن جو کہ جامعہ اہلحدیث لاہور کے متعلم ہیں کے حصہ میں آئی۔ بعد ازاں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے جامعہ اہلحدیث لاہور کے متعلم قاری ناظم مدنی کو دعوت دی گئی تو انھوں نے اخلاق مصطفی ﷺ کے عنوان پر بہت اچھی گفتگو کی۔ ان کے بعد مولانا محمد عمران ساجد فارغ التحصیل جامعہ اہلحدیث لاہور کو دعوت خطاب دی گئی انھوں نے ''موت کی سختیاں'' کے عنوان پر شاندار خطاب کیا علاوہ ازیں قاری عبدالوحید عابد نے کہا کہ قرآن وسنت کی آبیاری، شرک بدعت، جاہلانہ رسوم ورواج کے خاتمے کے لیے تمام علمائے اہلحدیث کو متحد ہو کر کام کرنا چاہیے۔ اس کے بعد ادارہ سے فارغ التحصیل اور اول، دوم سوم آنے والے طلباء وطالبات کو انعامات اور سند فراغت سے نوازا گیا۔

آخر میں مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہلحدیث لاہور کو دعوت خطاب دی گئی۔ انھوں نے عظمت قرآن کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کرۂ ارضی پر بسنے والے انسانوں کے تمام تر مسائل کا حل قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے۔ جن قوموں نے اپنے ضابطہ حیات کو پس پشت ڈال دیا تباہی وبربادی اُن کا مقدر بنی۔ جبکہ قرآن لاریب کتاب ہے، یہ عزت وعظمت اور اُخروی نجات کا ذریعہ ہے۔ اسی قرآن کی بدولت اللہ نے مکہ کے مشرکوں، بدّوؤں، لوگوں کی بہو بیٹیوں کی عزتوں کے لٹیروں کو اُن کا محافظ بنا دیا۔ حتیٰ کہ وہ اس مقام کو پہنچ گئے کہ رضی الله عنهم ورضوا عنه کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کا اعلان فرما دیا اور قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے ان کے ایمان کو معیار قرار دیا۔ انھوں نے مزید کہا کہ قرآن کے قاری کو اللہ تعالیٰ نے اتنی عزت بخشی ہے کہ جب تک امام مصلیٰ امامت پر کھڑا نہ ہو جائے تو دنیا کے کسی چھوٹے، بڑے میں جرأت نہیں کہ اُس کی اجازت کے بغیر مصلیٰ پر کھڑا ہو، کیونکہ امام کی غیر موجودگی میں صف بندی بھی ممنوع ہے اور اگر وہ گھر میں معروف ہے تو اسے بدتمیزی کے ساتھ آوازیں دینا جہالت ہے۔ لوگو بتلاؤ یہ مقام کس نے دیا؟ قرآن نے۔ پھر آؤ لوگو اپنے بچوں کو دنیاوی تعلیم بھی دو مگر زیادہ ترجیح دینی تعلیم پر دو یہی تمھارے لیے ذخیرہ آخرت ثابت ہوگی۔

☆—☆—☆

خطبہ جمعۃ المبارک

مورخہ 2 مئی 2014 کا عظیم الشان خطبہ جمعۃ المبارک
مرکزی جامع مسجد اہلحدیث چک نمبر 422 گ ب کٹو
تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد میں
خاندان روپڑیہ کے چشم وچراغ محقق العصر
خطیب ہر دلعزیز محترم جناب حضرت مولانا

حافظ عبدالوحید روپڑی صاحب

سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان

(منجانب: بہادر علی سیف خطیب جامع مسجد ہذا)

متقی کون ہیں؟

قاری تاج محمد شاکر (پتوکی)

متقی سر اللہ کے در پہ جھکانے والے	اپنے اعمال میں اخلاص اپنانے والے
رضائے رب ہو عالم ہر دم سامنے ان کے	گردنیں اللہ کے رستے میں کٹانے والے
دنیا سے محبت ہے نہ حرص دولت	موت اوروں کی دیکھ کر نصیحت چاہنے والے
مال خرچ کرتے ہیں فراخی اور تنگی میں	سبق انسانوں کو ہمدردی کا پڑھانے والے
عمل کوئی بھی کرتے نہیں سنت کے خلاف	توحید و سنت کو سینے سے لگانے والے
صبر و قناعت عفو اوصاف حمیدہ	ان کی سیرت کہ وہ غصہ کو پی جانے والے
ہم دین کی تبلیغ ان کا محور و مقصد	دوش پہ بار امانت کا اٹھانے والے
کون جانے متقی کی قدر و قیمت کیا ہے	شب و روز دنیا کو قرآن سنانے والے
نام لیتا ہے محبت سے خدا بھی ان کا	کیا جانے انہیں سر قبروں پہ جھکانے والے
کرتے ہیں استغفار شام و سحر وہ	اللہ اللہ لو اللہ سے لگانے والے
بغض و حسد و کینہ سے پاک ہیں سینے	روٹھے دلوں کو وہ آپس میں ملانے والے
شرک و بدعت سے وہ ہوتے ہیں کوسوں دور	راہ دنیا کو توحید کی دکھلانے والے
عظمت اسلام کی خاطر جیتے ہیں وہ شب و روز	یہ ہیں باتوں اور چشموں کو پانے والے
تاج یہ ہیں اہل اللہ اس بزم دہر میں	سبق توحید کا اہل دنیا کو سکھانے والے

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (الحدیث)

سکولوں کے سالانہ امتحانات میں پرائمری، مڈل، میٹرک پاس ہونے والے طلبہ کے لیے
دینی تعلیم کے ساتھ دارالحدیث اوکاڑا میں داخلہ کا سنہری موقع

والدین کے لیے خوشخبری

شعبہ تحفیظ: اس پرفتن دور میں اپنے بچوں کو قرآن مجید حفظ کرانا ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ آپ کی اس خواہش کی تکمیل کے لیے دارالحدیث اوکاڑا میں پرسکون ماحول میں بہترین تربیت کے ساتھ حفظ القرآن کا اہتمام ہے۔ آپ اپنے پھولوں جیسے پرائمری پاس بچے حفظ کے لیے جلد داخل کروائیں۔ قیامت کے دن حافظ قرآن کے والدین کو ایسا سنہری تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے بڑھ کر ہوگی۔

شعبہ کتب: نیز پرائمری پاس طلبہ کے لیے چھٹی کلاس کا داخلہ بھی شروع ہے، بچوں کو عصری علوم کے لیے داخل کروائیں۔

☆ مڈل پاس طلبہ کے لیے میٹرک، ایف اے مع علوم دینیہ بمطابق نصاب وفاق بہترین تعلیمی سلسلہ جاری ہے۔

☆ طلبہ کی رہائش، خوراک و دیگر سہولیات بذمہ مدرسہ ہیں۔ تو پھر دیر کیوں، ابھی اور فوری رابطہ کر کے بچوں کو داخل کروائیں۔

والدین یا سرپرست کا ساتھ آنا لازمی ہے۔

عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث ساہیوال روڈ اوکاڑا
044-2521460
0312-4403173

WEEKLY

TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104

LAHORE

جماعت اہلحدیث
خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القری مکہ مکرمہ

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

بجٹ میں سرکاری ملازمین اور پنشنرز کو بھی ریلیف دیں

آج کل قومی بجٹ برائے 15-2014ء تیاری کے مراحل میں ہے۔ وزیر خزانہ نے نئے بجٹ میں اڑھائی تین سو ارب روپے کے اضافی ٹیکس لگانے کی تجویز دی ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ میاں محمد نواز شریف کو تباہ حال ملکی معیشت ورثے میں ملی ہے۔ سابقہ حکومت نے قومی خزانے کے ساتھ ساتھ قومی اداروں کو بھی تباہی کے دہانے تک پہنچایا، معیشت آکسیجن ٹینٹ میں آخری ہچکیاں لے رہی تھی۔ ہر درد دل رکھنے والا پاکستانی پریشان تھا کہ تباہ حال معاشی ملک کب تک قائم رہے گا۔ حکومت سنبھالنے کے ساتھ ہی بجٹ کی تیاری کا پہاڑ حکمرانوں کے سامنے تھا، جسے سر کرنے کے لیے فولادی اعصاب اور بزرجمہر کی دانش مطلوب تھی

حکمرانوں کی پریشانی اپنی جگہ بجا لیکن ہر انسان کا پیٹ روٹی تو مانگتا ہے، مہنگائی کا عفریت پوری قوم کے لیے سوہان روح ہے لیکن تنخواہ دار طبقے کو تو اپنے خونی جبڑوں میں جکڑنے کے لیے پوری طرح منہ کھولے کھڑا ہے چنانچہ سابقہ بجٹ میں حکومت نے پنشنروں کو تو دس فیصد ریلیف دے دیا لیکن حاضر سروس ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہ کیا۔ ملازمین سڑکوں پر آ گئے، دفاتر کو تالے لگا دیے گئے، ان کے شدید احتجاج پر ان کو پندرہ فیصد اضافہ کا ریلیف دیا گیا۔ کاش حکومت پنشنرز کو بھی دس کی بجائے پندرہ فیصد کا مستحق سمجھ لیتی لیکن یہ عمر رسیدہ بیمار اور پریشان حال نہ تو سڑکوں پر آ کر احتجاج کرنے کی سکت رکھتے ہیں اور نہ ہی دفاتر کی تالہ بندیاں کر سکتے ہیں۔

اس سال بجٹ کی تیاری کے مرحلے سے پہلے ہی وزیر خزانہ نے اعلان کر دیا کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں اس سال کوئی اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ کاش میاں نواز شریف اس ایک سال میں نازل ہونے والی مہنگائی کا خیال کریں، ملازمین کی غالب اکثریت دیانتدار اور محض تنخواہ پر گزارہ کرنے والی ہے۔ مہنگائی کا حال یہ ہے کہ میرے ایک دوست کے کپڑے کی دوکان پر اس کے ملازم کی تنخواہ پچیس ہزار ہے۔ گذشتہ دنوں میرا دوست مجھ سے مسئلہ پوچھنے لگا کہ اس تنخواہ میں اس کے گھریلو اخراجات پورے نہیں ہوتے کیا میں زکوۃ میں سے اس کی مدد کر دیا کروں؟ ایک اوسط گھرانے کے اخراجات خورد و نوش، بچوں کی سکول کی فیس، کپڑے،

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
مینجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: افکار تنظیم کمپنی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستنجاء 5
تفسیر سورۃ الانعام 7
ختم نبوت 10
کلمہ طیبہ کی فضیلت 14

زرتعاون

فی پرچہ 10 روپے
سالانہ 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

علاج معالجہ، یوٹیلٹی بلز، موٹر سائیکل کی مرمت اور پٹرول، مکان کا کرایہ، عزیزوں کی شادی غمی میں شمولیت، عید الفطر عید کی خوشیاں اور قربانی اگر اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا اور ملازمین پر یہ مہربانی کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے تو اس کا عقیقہ۔

ان تمام اخراجات کو ذہن میں رکھ کر بجٹ تیار کریں تو حکمرانوں کو معلوم ہوگا ایک دیانتدار سرکاری ملازم کے شب و روز کیسے گزرتے ہیں۔ یہ تو ملازمین کا حال ہے، پنشنر بیچارہ ایک تو عمر کے اس حصے میں ہوتا ہے کہ اس کی پنشن کا تقریباً 75 فیصد اس کی ادویات پر ہی خرچ ہو جاتا ہے۔ یوں یہ بوڑھا بیچارہ اپنی بہوؤں کے رحم و کرم پر ہوتا ہے، بابے کی جیب میں نوٹ ہوں تو بہو عزت و تکریم اور پیار جتاتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ بابا ہمارے ساتھ رہے۔ لیکن اگر جیب دواؤں سے ہی خالی ہو جائے تو بہو کو بابے کی کھانسی سے اپنے بچوں کی فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ یہ زہریلے جراثیم اس کے بچوں کی صحت تباہ کر دیں گے۔

ویسے اگر حکمران برا نہ مانیں تو یہ بھی عرض کر دوں کہ ملازمین جب بھی آپس میں گفتگو کرتے ہیں تو نواز شریف حکومت کو ملازمین کے حق میں کوئی اچھی حکومت خیال نہیں کرتے۔ بھٹو دور سے لے کر زرداری کے دور سیاہ تک ہر حکمران نے دل کھول کر ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا ہے جبکہ میاں صاحب کا تیسرا دور حکومت ہے وہ خود تجزیہ کریں کہ انھوں نے دوسرے حکمرانوں کے مقابلے میں ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کے سلسلے میں کتنے بخل سے کام لیا ہے، سرکاری ملازم ظاہر ہے تعلیم یافتہ ہوتا ہے، ذی شعور ہوتا ہے، اپنے خاندان اپنی بستی کی سیاسی طور پر رہنمائی کرنے کی پوزیشن میں ہوتا ہے۔ حکومت اپنے سیاسی مستقبل کے حوالے سے بھی دیکھے تو ملازمین کی مالی خوشحالی ان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

آج کل پھر ملازمین دفاتر کی تالہ بندیاں، جلسے، جلوس میں مصروف ہیں۔ اگر حکومت نے ہر سال یہی ڈرامے بازی کرانی ہے اور پھر تنخواہ میں اضافہ کرنا ہے تو یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہوگی۔ وزیر خزانہ کو کیا پڑی تھی کہ بجٹ سے دو مہینے پہلے ہی مہنگائی کے بارے میں ملازمین کو یہ خبر سنا دیں کہ اس سال تنخواہوں اور پنشن میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ وزیر اعظم صاحب اگر ذرا سے کم از کم اتنا تو پوچھ لیں کہ ان کے اس بیان کا مقصد کیا تھا؟ ہڑتالیں، احتجاج، جلسے جلوس وغیرہ کے بعد تنخواہ اور پنشن میں اضافے کا اعلان حکومت کا کوئی سنہری کارنامہ نہیں ہوگا۔

ضیاء الحق دور میں ان کے وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے بڑی اچھی تجویز پیش کی تھی کہ ہر سال مہنگائی کے تناسب سے ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ کیا جائے۔ ضیاء الحق نے اس تجویز کو منظور بھی کر لیا تھا لیکن پوری طرح عملدرآمد کا موقع نہ مل سکا۔ سال گذشتہ مہنگائی تقریباً پچیس فیصد ہوئی ہے حکومت کو چاہیے کہ مہنگائی کے تناسب سے ملازمین اور پنشنروں کو ریلیف دے۔

کمزور ملک، طاقتور ایجنسیاں

قوموں کی تاریخ میں پچاس، ستر سال کا عرصہ اتنا زیادہ عرصہ شمار نہیں کیا جاتا۔ آج کی متمدن اور ترقی یافتہ اقوام کی تاریخ کو دیکھیں تو وہ ادبار و انحطاط کی منزلوں سے اوج ثریا تک صدیوں میں پہنچی ہیں۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے جغرافیائی، موسمیاتی، زرعی، معدنیاتی وسائل سے اس قدر مالا مال کیا ہوا ہے اور الحمد للہ غالب اکثریت کا مذہب اسلام ہونے کی بنا پر باوجود بے عملی کے باہم پیار، محبت، ایثار، خاندانی نظام، اخلاقی تہذیب، دینی اقدار اس قدر مضبوط اور مستحکم ہیں۔

اگر ملک کے کسی حصے میں زلزلہ، سیلاب یا قدرتی آفات کی وجہ سے ایک علاقے کے لوگ پریشان حال ہوں تو ان کی مدد کے لیے پورے ملک کی آبادی آگے بڑھ کر ان کی دستگیری کرتی ہے۔ اس ملک نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت جلد دنیا میں اپنا عزت و احترام کا مقام بنا لیا تھا لیکن بدقسمتی سے قوم اگر ترقی کا سفر دو قدم طے کرتی تھی تو مارشل لاء قوم کو چار قدم پیچھے لے جاتا تھا۔

المیہ تو یہ ہے کہ جمہوری دور میں بھی فوجی سربراہان اپنی تلوار حکمرانوں کے سر پر تانے رکھتے ہیں۔ ہماری افواج کی ایجنسیاں بالخصوص آئی، ایس، آئی نے جہاں پیشہ وارانہ مہارت سے وطن عزیز کو کئی مشکلات سے نکالا وہاں اسی ایجنسی نے بھی سیاستدانوں سے میل جول، مداخلت اور کبھی سویلین افراد کو جبراً اٹھا کر ماورائے قانون اپنے ٹارچر سیلوں میں رکھنا جن میں سے اکثر ہمیشہ موت کے منہ میں چلے جاتے تھے۔

کبھی آرمی چیف بیان دے دیتے کہ فلاں حکومت کی بحالی کا مقدمہ سپریم کورٹ میں تھا تو میں نے چیف جسٹس آف پاکستان کو جا کر کہا کہ یہ حکومت بحال نہیں ہونی چاہیے۔ چنانچہ میرے کہنے پر سپریم کورٹ نے وہ حکومت بحال نہیں کی۔ کبھی بیان آجاتا ہے کہ آئی، جے، آئی فوج نے بنوائی تھی۔ کبھی خود ہی انکشاف کرتے ہیں کہ ہم نے الیکشن کے موقع پر کچھ سیاسی پارٹیوں میں کروڑوں روپے تقسیم کئے تھے۔ ایک پیشہ ور فوج کے کسی بھی ونگ کی طرف سے یوں سیاسی کھیل ملک کے لیے کسی نیک نامی کا باعث نہیں ہے۔ کتنے ہی شہری ان ایجنسیوں نے گھروں سے اٹھائے اور پھر ان کی لاشیں بھی واپس نہیں کیں۔

چوہدری افتخار احمد سابق چیف جسٹس آف پاکستان نے ایسے لاپتہ افراد کے کیس پر ازخود نوٹس لیا اس وقت سے لے کر اب تک سپریم کورٹ سارے حربے اختیار کر چکی ہے لیکن یہ منہ زور ایجنسیاں کسی حکم کو خاطر میں نہیں لاتیں۔ اڈیالہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ سے رہائی پر نکلنے والے نو افراد ان ایجنسیوں نے اپنی تحویل میں لے لیکن سپریم کورٹ کے تمام جتن لگانے پر آدھے سے زیادہ ہلاک اور باقی ہڈیوں کے پنجر عدالت میں پیش کر دیے۔

اسلام آباد میں ٹریفک ڈیوٹی پر ایک A.S.I نے کسی فوجی افسر کی گاڑی کو اشارے پر روکا۔ بس پھر کیا تھا فوجیوں نے اس A.S.I کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور لے گئے۔ اسی طرح کتنے ہی سیاستدانوں کے قتل کا الزام حتیٰ کہ کئی مقامات پر دہشتگردی کے الزامات ان ایجنسیوں پر لگتے رہے۔

ہفتہ کے روز 19 اپریل سینئر صحافی حامد میر پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ شاہراہ فیصل جہاں جا بجا کیمرے لگے ہوئے ہیں، کیمرے بے کار کئے گئے، حملہ آور اتنے بے خوف تھے کہ ایک کار اور دو موٹر سائیکلوں پر مسلسل اس بھری سڑک پر تعاقب کرکے گولیاں برساتے رہے۔

حامد میر نے پہلے ہی حکومت، فوج اور اپنے گھر والوں کو مطلع کر دیا تھا کہ اگر مجھ پر حملہ ہوا تو آئی، ایس، آئی چیف جنرل ظہیر اور اسی ایجنسی کے دیگر افراد ذمہ دار ہوں گے۔ کس قدر المیے کی بات ہے کہ پاک فوج کی ایجنسیوں پر اس طرح کے الزامات آئیں۔

بے نظیر نے بھی اپنی موت سے قبل ان ایجنسیوں پر الزام لگایا تھا اگر میں قتل کر دی گئی تو ذمہ داری ان پر ہوگی۔ ایک آزاد و خود مختار جمہوری ملک کی فوج حکومت کے تابع ہوتی ہے، حکومت کو تابع نہیں رکھتی ملکی وقار کا سوال ہے۔

بقیہ: درس حدیث

عیینہ کا یہ فعل بھی جاہلیت پر مبنی ہے، آپ اسے معاف کریں اور اس سے درگزر کریں تو عمر فاروقؓ یہ آیت سنتے ہی رک گئے اور اس سے درگزر کیا۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب التفسیر باب خذالعفو وامر بالعرف ج17 ص89 رقم الحدیث:4642)

آج کے دور میں سب سے زیادہ لڑائی جھگڑے، قتل و غارت عدم برداشت اور درگزر نہ کرنے کی وجہ سے ہیں، اگر انسان ایسے مواقع پر تحمل اور بردباری سے کام لے تو معاشرہ سے بہت زیادہ جرائم کا خاتمہ صرف اسی بنا پر ہو سکتا ہے کیونکہ برداشت اور درگزر کرنا قیام امن کا باعث بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی تعریف کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ عدم برداشت اور معاف نہ کرنے سے معاشرہ میں کتنے فساد جنم لیتے ہیں جو قوموں کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

ایک تحقیقی مسئلہ

سوال: تنظیم اہلحدیث لاہور کے شمارہ نمبر 13 میں (رخصتی کے وقت دلہنوں کا غلطی سے تبدیل ہونا) لکھا گیا فتویٰ پڑھا ہے۔ اس میں آپ نے لکھا ہے کہ اگر یہ حاملہ ہوں تو بھی اپنے اصلی خاوندوں کے پاس چلی جائیں لیکن وضع حمل سے پہلے یہ آپس میں مجامعت نہیں کر سکتے۔ اب مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ وضع حمل کی صورت میں پیدا ہونے والے بچے کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اس کی نسبت کس باپ کی طرف ہوگی؟

سائل: عبداللہ یوسف عالم دارالحدیث اکاڑہ

الجواب بعون الوہاب: حدیث میں ہے: عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَ عَبْدُ ابْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ: هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ)) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے (مرتے وقت جاہلیت میں) اپنے بھائی (سعد بن ابی وقاص) کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے قبضے میں لے لے۔ عتبہ نے کہا تھا کہ وہ میرا بچہ ہوگا چنانچہ جب فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو سعد بن ابی وقاص اس بچے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی آئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے تو یہ کہا کہ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے، بھائی نے وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بچہ ہے لیکن عبد بن زمعہ نے کہا اے اللہ کے رسول یہ میرا بھائی ہے (میرے والد) زمعہ کا بیٹا ہے کیونکہ انھیں کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کو دیکھا تو وہ واقعی (سعد کے بھائی) عتبہ بن ابی وقاص کی شکل پر تھا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قانون شریعت کے مطابق) یہ فیصلہ کیا کہ اے عبد بن زمعہ تم ہی اس بچے کو رکھو، یہ تمھارا بھائی ہے کیونکہ یہ تمھارے والد کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور سودہ رضی اللہ عنہا (جو کہ زمعہ کی بیٹی تھیں) سے فرمایا: تم اس لڑکے سے پردہ کرو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے میں عتبہ بن ابی وقاص کی شباہت پائی تھی۔"

(بخاری بشرح الکرمانی کتاب البیوع باب شراء المملوک من الحربی وہبتہ وعتقہ ج10 ص63 رقم الحدیث 2218 مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش وتوقی الشبہات ج5 جز10 ص32 رقم الحدیث: 1457)

امام نووی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ فَمَعْنَاهُ أَنَّهُ إِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ زَوْجَةٌ أَوْ مَمْلُوكَةٌ صَارَتْ فِرَاشًا لَهُ فَأَتَتْ بِوَلَدٍ لِمُدَّةِ الْإِمْكَانِ مِنْهُ لَحِقَهُ الْوَلَدُ وَصَارَ وَلَدًا يَجْرِي بَيْنَهُمَا التَّوَارُثُ وَغَيْرُهُ مِنْ أَحْكَامِ الْوِلَادَةِ سَوَاءٌ كَانَ مُوَافِقًا لَهُ فِي الشَّبَهِ أَمْ مُخَالِفًا کہ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ کا یہ معنیٰ ہے کہ کسی مرد کی بیوی ہو یا اس کی لونڈی اس کے لیے بستر (وہ ان سے جماع کرے) بن جائے پس اس سے امکانی مدت (چھ ماہ) میں پیدا ہونے والا بچہ اسی مرد کی طرف منسوب ہوگا اور ان دونوں (ایسے مرد اور بچے) میں وراثت اور ولادت کے تمام احکام جاری ہوں گے۔ اس بچے کی باپ سے مشابہت ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں وہ اس مرد کی طرف منسوب ہوگا کہ جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہے اور انھوں نے فراش (بستر) کو ثابت کرنے

کے لیے جماع کے شرط ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔(مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش وتوقی الشبہات ج 5 جز 10 ص 33 رقم الحدیث: 1457)

جب کسی معاملہ کا تعلق دو جہتوں سے ہو تو اس میں احتیاط والی جانب کو اختیار کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ مذکورہ روایت میں اس بچے کو قانون شریعت کے مطابق زمعہ کا بیٹا اور سودہ کا بھائی قرار دیا ہے لیکن احتیاطی جانب اختیار کرتے ہوئے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

صورت مسئولہ میں مرد کا اپنی مذکورہ عورت سے جماع کرنا قصداً نہیں تھا بلکہ غلطی سے تھا کیونکہ اس نے اس عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر ہی جماع کیا تھا تو یہ عورت اس مرد کے لیے فراش ہوئی (جبکہ حقیقت اس طرح نہیں تھی) اگر اس جماع کی وجہ سے مذکورہ عورت حاملہ ہو گئی تو پیدا ہونے والا بچہ اسی مرد کی طرف منسوب ہوگا جس کے لیے یہ عورت فراش بنی تھی۔ احتیاط اور مصلحت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اس بچے کو اسی مرد کی طرف ہی منسوب کیا جائے اور یہ بچہ اس کا وارث بھی ہوگا، نیز احتیاط اسی میں ہے کہ وہ بچہ ماں کے پاس رہے تاکہ اس کی اچھی تربیت ہو سکے۔ اگر یہ مرد اسے قبول کرنے سے انکار کردے پھر بچہ ماں کی طرف منسوب ہوگا جیسا کہ لعان کی صورت میں ہوتا ہے۔

نوٹ: یہ بچہ کسی صورت میں بھی عورت کے اصلی خاوند (جس سے حقیقتاً اس کا نکاح ہوا تھا) کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ عورت اس کی فراش نہیں بنی جبکہ نسبت کے لیے فراش کا ہونا ضروری ہے۔ جب یہ بچہ اس مرد کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا تو وہ اس کا وارث بھی نہیں بن سکتا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

سنہری موقع

ایسے طلباء جو مدینہ یونیورسٹی میں وظائف کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم کے خواہش مند ہیں اور انھوں نے میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے یا اس کے مساوی عامہ، خاصہ، عالیہ، عالمیہ کی ڈگری حاصل کی ہے اور اُن کی عمر 25 سال سے کم ہے وہ درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

[منجانب: حافظ احسان الٰہی احمد 0302-3372476]

دفاع حرمین شریفین سیمینار

دفاع حرمین شریفین کونسل کے زیر اہتمام مورخہ 27 اپریل بروز اتوار بعد از نماز ظہر جامع القدس رحمن گلی نمبر 5 چوک دالگراں میں دفاع حرمین شریفین سیمینار منعقد ہو رہا ہے جس کی صدارت شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کریں گے۔ جس میں تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین خطابات فرمائیں گے

[منجانب: مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہلحدیث لاہور
0322-4301600]

اہم اعلان

ولی کامل حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی کی حیات و خدمات پر ایک کتاب ترتیب دی جا رہی ہے۔ جماعت کے معزز علمائے کرام، خطبائے عظام، طلباء اور اہل قلم حضرات سے دردمندانہ گزارش ہے کہ حافظ صاحب مرحوم کے بارہ میں معلوماتی مضامین لکھیں اور اگر ان کی کوئی تقریر، تحریر کسی کے پاس موجود ہو تو براہ کرم ہمیں ارسال کر دیں۔ ان شاء اللہ شکریہ کے ساتھ زینت کتاب کیا جائے گا۔ والسلام

[ایڈریس: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی مولانا عظیم حسین میر محمدی
جامع مسجد القدس رحمن گلی نمبر 5 چوک دالگراں لاہور 0300-4184081]

سالانہ تقریب بخاری شریف والحدیث کانفرنس

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور کی سالانہ ''تقریب بخاری والحدیث'' کانفرنس مورخہ 6 جون 2014 بروز جمعۃ المبارک منعقد ہو رہی ہے۔ کانفرنس سے ملک بھر کے معروف خطباء اور سکالر حضرات خطابات فرمائیں۔ ان شاء اللہ

(ادارہ)

تفسیر سورۃ الانعام

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 36)

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿١٥٨﴾ ''کیا وہ صرف اسی بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں یا آپ کا رب آجائے یا پھر آپ کے رب کی بعض نشانیاں آجائیں؟ جس دن آپ کے رب کی نشانیاں آجائیں گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اُسے فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا کہہ دیجیے تم انتظار کرو بے شک ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

يَنظُرُونَ: وہ انتظار کر رہے ہیں

بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ: تیرے رب کی بعض نشانیاں

كَسَبَتْ: اس نے کمایا

خَيْرًا: نیک عمل

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کا کتب سماویہ پر ایمان نہ لانے کے لیے عذر پیش کرنے کا رد کرنے کے بعد ان آیات میں ان کو اپنے عذاب سے ڈراتے ہوئے واضح کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ایمان لانے کی کوئی اُمید نہیں رکھنی چاہیے۔

التوضیح:

﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ اللہ تعالیٰ نے کفار، انبیاء کے مخالفین اور اللہ کی آیات کو جھٹلانے والوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: یہ تین چیزوں کے ملنے کے انتظار میں ہیں:

(۱) ان کے پاس آخرت اور عذاب کے مقدمات کی صورت میں فرشتے ان کے سامنے ان کی روح قبض کرنے کے لیے حاضر ہوں، جب ان کی یہ حالت ہوگی تو ان کا ایمان اور اچھے اعمال انھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب اُن کے پاس آجائے اور وہ بندوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے اعمال صالحہ پر جزا اور اپنی نافرمانی پر سزا دے

(۳) قرب قیامت پر دلالت کرنے والی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ان کے پاس آجائیں مگر جس دن قرب قیامت کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ظاہر ہوگئی تو اس کے ظہور کے بعد کسی کا ایمان لانا اُسے فائدہ نہیں دے گا۔

علاماتِ قیامت

قرب قیامت ظہور ہونے والی علامات کو علماء نے دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ (۱) بڑی علامات (۲) چھوٹی علامات۔ جبکہ علامات کبریٰ زیادہ ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) دجال کا ظہور:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اس فتنے سے ڈراتے ہوئے اس کی بعض نشانیاں ذکر فرمائی ہیں جیسا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى جُفَالُ الشَّعَرِ مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اس کے بال بہت زیادہ ہوں گے جنت اور جہنم اس کے ساتھ ہوگی (حقیقت میں) اس

کی جنت جہنم اور جہنم جنت ہوگی۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الرجال ج 9 جز 18 رقم الحدیث: 2934)

دجال ایک شخصیت کا نام ہے نظریہ یا قوت نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں اس کی شخصی صفات بیان کی گئی ہیں جیسے وہ کانا ہوگا، اس کی پیشانی کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا، جسے ہر ان پڑھ اور پڑھا لکھا پڑھ سکے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت آدم سے لے کر دجال سے بڑا آدمی نہ کوئی آیا اور نہ ہی آئے گا۔ (مسلم کتاب الفتن باب قصۃ الجساسۃ ج 9 جز 18 ص 67 رقم الحدیث: 2942)

اسی طرح سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال مکہ اور مدینہ کے سوا ہر شہر میں داخل ہوگا۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب فضائل المدینۃ باب لایدخل المدینۃ ج 9 ص 59 رقم الحدیث: 1881 مسلم کتاب الفتن باب قصۃ الجساسۃ ج 9 جز 18 ص 67 رقم الحدیث: 2943)

بعض روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ چالیس دن زمین پر ٹھہرے گا، اس کا ایک دن ایک سال دوسرا دن ایک ماہ اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور بقیہ ایام عام دنوں کے برابر ہوں گے اور یہ چار مقامات پر نہیں جائے گا (۱) بیت اللہ (۲) مسجد نبوی (۳) مسجد اقصیٰ (۴) جبل طور۔ (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند الامام احمد بن حنبل ج 38 ص 180 رقم الحدیث: 23090 مسلم کتاب الفتن باب ذکر دجال ج 9 جز 17 ص 53 رقم الحدیث: 2937)

ایام دجال اور نمازیں:

ان ایام میں اہل ایمان وقت کو دیکھ کر فرائض شرعیہ کی ادائیگی کریں گے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمیں ایک سال کے مساوی دن میں ایک دن کی نمازیں کفایت کر جائیں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ تم اپنی نمازوں کو (جس طرح پہلے عام ایام میں پڑھتے تھے اسی طرح) اندازہ لگا کر پڑھ لینا۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر دجال ج 9 جز 17 ص 53 رقم الحدیث: 2937)

فتنہ دجال سے بچاؤ:

فتنہ دجال ایک ایسا فتنہ ہے جس سے ہر نبیؑ نے اپنی اُمت کو ڈرایا اور اس سے محفوظ رہنے کا سبق دیا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ کہف کی آخری دس آیتیں یاد کر لی تو وہ فتنہ دجال سے محفوظ کر لیا جائے گا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ ایک روایت میں مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ کے الفاظ ہیں۔ (مسلم کتاب الصلاۃ المسافرین وقصرھا باب فضل سورۃ الکہف ج 3 جز 6 ص 77 رقم الحدیث: 809)

امام مہدی کا ظہور:

قیامت سے پہلے امام مہدی ظاہر ہوں گے اور وہ حاکم عرب بنیں گے۔ جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِيْ دنیا (قیامت قائم) نہیں ہوگی یہاں تک میرے اہل بیت سے تعلق رکھنے والا ایک شخص جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا وہ حاکم عرب بن جائے گا۔ (جامع الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی المھدی جز 7 ص 9 رقم الحدیث: 2230)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام مہدی زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح اُن سے پہلے یہ زمین ظلم و ستم سے بھری تھی۔ (سنن أبی داود کتاب المھدی ص 766 رقم الحدیث: 4283)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت سے ایک مہدی آئے گا جو ظہور کے بعد پانچ سال یا نو سال تک زندہ رہے گا۔ (جامع الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی المھدی جز 7 ص 10 رقم الحدیث: 2232)